پیشرس

عمران کا ناول لوبولی لا حاضر ہے تاخیر کی وجہ سے آپ بھی واقف ہونگے سستے اخباری کاغذ کے استعمال پر قومی دفاعی ضروریات کے تحت پابندی عائد کر دی گئی تھی دوسرے کاغذ اتنے قیمتی تھے کہ کتاب کی قیمت بھی لامحالہ بڑھ جاتی جو کہ میں نہیں چاہتا تھا

اس دوران میں پڑھنے والوں کے بے شمار خطوط موصول ہوتے رہے ن کا اصرار تھا کہ کتبا جلد از جلد شاع کی جائے قیمتی کاغز استعامل: کرنا پڑے تو کتاب کی قیمت بھی بڑھا دی جائے ۔ انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا

ٹھیک ہے کہ پچیس پچاس پیسوں کا اضافہ میرے پڑھنے والوں کو ہرگز نہ کھلتا۔۔۔۔ لیکن اس وقت ضرورت ہے کہ ہم کفایت شعار بنیں

اگر ہمیں ایک ایسی قوم بنا ہے جو کہ دنیا کی بڑی سے بڑی قوت کے سامنے سرنگوں نہ ہو سکے تو ہمیں اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرنا ہوگا اور موجودہ دور میں یہ قوت بازو ڈنڈ بیٹھک میں مضمر نہیں ۔ بلکہ اقتصادی استحکام سے حاصل ہوتی ہے ۔ اور اقتصادی استحکام کے لیے ضروری ہے کہ ہم کفایت شعار بنیں ۔ اور کفایت شعاری سے کام لے کر قومی ضروریات کے لیے پیسہ بچائیں ۔ لہذا اس مسئلے کو پچیس پچاس پیسوں کے بے وقعت اضافے کی نظر سے ہرگز نہ دیکھیں ۔ قوم کے ہر فرد کے بچائے ہوئے پچیس پیسے کسی بہت بڑی انڈسٹری کو جنم دے سکتے ہیں ۔

اب آیئے کہانی کی طرف یہ ایک طویل کہانی ہے ۔۔۔۔ لوبولی لا ۔۔۔۔ میں پیش کیے جانے والے کچھ اسرار منکشف ہو گئے ہیں ۔۔۔ عمران مجرموں سے کیسے نبٹتا ہے ۔ یہ اگلی کہانی میں ملاحظہ فرمایئے گا

میں نہیں چاہتا کہ کوئی کہانی ایک سے زیادہ جلدوں تک پھیلے لیکن کیا کیا جائے ۔ بعض کہانیاں ہی مجھے مجبور کر دیتی ہیں کہ ان کے سلسلے میں تفصیل سے کام لیا جائے

میں کوشش کروں گا کہ اس سلسلے کی دوسری کتاب جلد از جلد آپ کی خدمت میں پیش کر دی جائے

ابن صفی

* * *

وہ عمارت پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن بظاہر اس تک رسائی ناممکن تھی ۔۔۔رسائی ناممکن تو پھر وہ عالم وجود میں آئی کیسے ہوگی

جب غیر ملکی سیاح چکردار پہاڑی سڑک سے گزرتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے یہی سوال دہراتے تو جواب میں انہیں ایک لمبی کہانی سننی پڑتی ۔۔۔۔اس عمارت کی طرف انکی توجہ مبذول کروانے والے بھی ٹیکسی ڈرائیور ہی ہوتے جیسے ہی ٹیکسی اس موڑ پر پہنچتی وہ کہتے ہیں۔ دیکھیے صاحب ۔۔۔یہ پہاڑ کسی مینار کی طرح سیدھا کھڑا ہے اوراس پر ایک عمارت بنی ہوئی ہے آج تک کوئی بھی اس عمرا

عمارت تک پہنچنے کا راستہ نہیں بنا سکا ۔۔۔۔۔۔۔۔سیاح وہیں ٹیکسی رکوا لیتے ۔ اور حیرت سے اس عمارت کو دیکھتے۔ پہاڑ چاروں طرف سے دیوار کی طرح سپاٹ نظر آتا ۔۔اور وہ ٹیکسی ڈاریئورں سے پوچھتے ۔کیا اسے تمہارے ملک کے کسی قدیم جادوگر نے بنوایا ہے ۔نہیں صاحب نہیں ۔۔۔۔انہیں جواب ملتا ۔کہ یہ تو ادھر ہی پچیس تیس سال پرانی باتہ ہے کہ۔۔۔۔اس جوب کے ساتھ ہی کہانی شروع ہو جاتی

ایک انگریز تھا جو کہ محض بیویاں رکھنے کے شوق میں مسلمان ہو گیا تھا ۔۔۔۔نہ صرف یہ کہ مسلمان ہو گیا بلکہ حقہ بھی پینے لگا تھا ۔ البتہ داڑھی نہیں رکھی تھی ۔ کہتا تھا اگر داڑھی رکھ لی تو لڑکیاں سمجھیں گی کہ مہندی کا خضاب لگاتا ہے ۔بہر حال چار شادیوں کے چکر میں وہ اپنی بیوی بھی گنوا بیٹھا جو مسلمان نہیں ہوئی تھی اب وہ سر پیٹ پیٹ کر ادھر ادھر کہتا پھرتا یارو چار نہ سہی تین ہی سہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ تو ہو ۔۔۔لیکن کسی کے کان پر جوں نہ رینگی ۔۔۔۔۔پھر کچھ لوگوں نے اسے دعا تعویز کے چکر میں پھنسا دیا ۔سوا روپے والے تعویذ سے لے کر پچاس روپے تک کہ سیکڑوں تعویذ آزما ڈالے ۔لیکن اس کے سہرے کے پھول نہ کھل سکے ۔آخر ایک دن

بیٹھا دعا تعویز پر صرف کیے ہوئے پیسوں کا حساب کر رہا تھا۔ کہ نیا گل کھلا ۔۔۔۔۔۔ انگریز ہی کی کھوپڑی تھی۔ بات میں بات نکلی۔۔۔۔۔ اس نے سوچا خود ہی کیوں نہ دعا تعویذ کا دھندا شروع کر دے۔۔۔۔۔۔ یہی ایک بزنس ہے۔۔ جس پر کاغذ قلم۔ دوات کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ صرف کرنا پڑتا۔۔۔۔۔۔ بس پھر کیا تھا ۔۔۔ اس پہاڑ پر ایک عمارت بنوا ڈالی۔۔۔ اس وقت یہ پہاڑ دوسرے پہاڑوں سے الگ تھلگ نہیں تھا۔ اور ایسا ہی تھا کہ اس کی چوٹی پر عمارت بنانے کا سامان بہ آسانی پہنچایا جا سکتا تھا۔ عمارت تیار ہوگئی۔ لوگ اسے آرتھر شاہ کا آستانہ کہتے تھے ۔۔۔۔۔۔ بڑی شہرت ہوئی اس انگریز شاہ صاحب کی۔ خلقت ٹوٹ پڑی۔۔۔ لوگ دور دور سے تعویذ گنڈے کے لیے آنے لگے

اور پھر صاحب کچھ ہی دنوں کے بعد دوسری جنگ عظیم شروع ہوگئی۔ یہاں سے دو روایتیں ہو جاتی ہیں۔۔۔ ایک کے مطابق تو یہ کسی جلے تن ساس کی بد دعا تھی۔ جس نے اس پہاڑ کو غار میں تبدیل کر دیا کیونکہ شاہ صاحب نے بہو کے فیور میں کوئی تعویذ لکھ دیا تھا

ساس نے جلبلا کر شاہ صاحب کو بد دعا دی۔ اور پہاڑ بیچ سے شق ہو کر زمین میں دھنس گیا۔ یہ غار جو آپ دیکھ رہے ہیں نا۔۔۔۔۔۔۔۔ بہر حال اب یہ دوسرے پہاڑوں سے بالکل الگ ہوگیا ہے۔۔۔ دوسری روایت کے مطابق وہ انگریز نہیں بلکہ ایک جرمن جاسوس تھا۔۔۔۔ کسی راز کے افشاء ہو جانے کے ڈر سے اس نے اس پورے پہاڑ کو ڈائنامائیٹ سے اڑا دینے کی کوشش کی تھی لیکن وہ پہاڑ نہ اڑا سکا

وہ حصہ بچ گیا جس پر عمارت تھی۔ تب سے یونہی پڑی ہے۔ شروع میں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے اس حد تک کچھ لوگ پہنچے تھے۔ اور انہوں نے کسی سلسلے میں چھان بین کی تھی۔ اس کے بعد سے یہ سیاحوں کے لیے عجوبہ بن کر رہ گئی ہے۔ اور اونچی بنگلیا کے نام سے مشہور ہے

آج یہی کہانی سر سلطان کا ڈرائیور کہہ رہا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کی سب سے چھوٹی لڑکی مینا کی ایک پن فرینڈ آسیہ شہر یار طہران سے آئی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ دونوں شہر سے قریب ترین تفریح گاہوں کے چکر کاٹتی ہوئی آج ادھر بھی نکل آئی تھیں

اس چکردار سڑک سے گزرتے ہوئے مینا نے اپنی چین فرینڈ آسیہ سے پوچھا تھا کہ اچھا یہ تو بتاو کہ وہ عمارت بنائی کیسے ہوگی پھر گاڑی رکوا کر وہ نیچے اتری تھیں ۔ اوہ آسیہ شہر یار حیرت سے اس اونچی چٹان کو دیکھا تھا جس کی چوٹی پر عمارت تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چٹان کے ایک جانب پیچکر ایک سڑک تھی اور دوسری جانب ایک گہرا غار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہی غار اسے دوسرے پہاڑی سلسلے سے بالکل الگ کر دیتا تھا

کمال ہے ۔ آسیہ شہر یار بڑبڑائی تھی اوپر پہنچنے کے لیے کوئی راستہ ہی نہیں ہے ۔ تم بتاو ۔ کہ یہ عمارت کیسے بنائی گئی تھی

سے نے ڈرائیور کی طرف دیکھا ۔ تھ اور اس نیا س عمارت کی کہانی چھیڑ دی تھی ۔

آسیہ شہر یار اردو اچھی طرف سمجھتی تھی

دفعتاً وہ چونک پڑے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک سیٹی جیسی تیز چیخ فضا میں گونجی تھی اور پھر ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی چیز بہت اونچائی سے گری ہو

یک بہ یک دو اور چیخیں ابھریں ۔ اور دور تک سناٹے میں لہراتی چلی گئیں

یک بہ یک دو چیخیں اور ابھریں ۔ اور دور تک سناٹے میں لہراتی چلی گئیں ۔ مینا اور آسیہ کی چیخیں

ڈرائیور ہڈیوں اور گوشت کے اس ڈھیر کی طرف دوڑا جا رہا تھا جسے اس نے ایک لمحہ پہلے گرتے ہوئے دیکھا تھا ۔ لڑکیاں جہاں تھیں وہیں کھڑی کانپتی رہیں ۔ سیٹی جیسی تیز چیخ سنتے ہی انہوں نے اوپر سے نیچے آتی ہوئی سرخ رنگ کی ایک تیز رفتار جھلک دیکھی تھی اور خود بھی چیخ اٹھیں تھیں ۔ اور اب انہیں محسوس ہو رہا تھا ۔ جیسے ان کے پیروں کے نیچے ٹھوس زمین نہ ہو جیسے وہ ہوا میں تیر رہی ہوں اور ان کے جسم ہوا

سے بھی زیادہ ہلکے ہو گئے ہوں

ڈرائیور پھر ان کی طرف دوڑا آ رہا تھا۔

وہ مر گئی ۔ مر گئی ۔ چور چور ہو گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ قریب آ کر ہانپتا ہوا بولا ۔

۔۔۔۔۔ اور مڑ کر اونچی بنگلیا کی طرف دیکھنے لگا۔ پہاڑ کی چوٹی اور عمارت پہلے ہی کی طرف ویران نظر آ رہی تھیں

محکمہ سراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض مینا کی کہانی سن چکا تھا۔ اور اب ڈرائینگ روم کی فضا پر گہری خاموشی مسلط تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔

آپ کو یقین ہے کہ آپ نے پہلے چیخ سنی تھی

ہم تینوں ہی نے سنی تھی ۔۔ مینا نے جواب دیا

کیپٹن فیاض نے آسیہ شہریار اور ڈرائیور کی طرف دیکھا

جی ہاں ۔ دونوں نے بیک وقت کہا

اور وہ اونچی بنگلیا ہی والی پہاڑی سے گری تھی

جی ہاں

اوپر کوئی اور بھی دکھائی دیا تھا

جی نہیں ۔۔۔ ڈرائیور بولا ۔۔ اور دونوں لڑکیوں نے بھی اس کی تائید کی

تم لاش کو یہاں تک کیسے لائے تھے ۔۔ کیا وہاں اس وقت کچھ اور راہ گیر موجود تھے

جی نہیں سڑک سنسان پڑی تھی ۔ ہم نے کچھ دیر انتظار کیا تھا کہ شاید کوئی اور بھی ادھر آ نکلے۔۔۔۔ لیکن ۔۔۔۔ کوئی بھی نہ آیا۔۔۔۔۔۔ پھر میں نے چھوٹی بٹیا کے حکم کے مطابق لاش کو اٹھا کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا ۔۔۔۔ اور ہم تینوں اگلی ہی سیٹ پر بیٹھ گئے

کمرے میں سر سلطان بھی موجود تھے۔ انہوں نے کھنکار کر فیاض سے پوچھا۔

لاش کی شناخت ہوسکی یا نہیں

جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں ۔ ۔۔۔۔لیکن چہرہ محفوظ ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فوٹوگراف لے لیے گئے ہیں ۔ ان کی تشہیر کی جائے گی ۔ اس کے علاوہ اور کوئی بھی چارہ نہیں

اس کی قومیت کے بارے میں کیا خیال ہے

۔ مجھے یوریشین معلوم ہوئی ہے

کچھ دیر بعد خاموشی طاری رہی ۔۔۔۔ دفعتاً سر سلطان نے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا ۔۔۔۔ تم لوگ جاو

ان کے ساتھ ہی ڈرائیور بھی چلا گیا ۔ اور سر سلطان متفکرانہ انداز میں بڑبڑائے

لیکن وہ اوپر کیسے پہنچی ہوگی

جی ۔۔۔۔۔۔۔ فیاض چونک پڑا ۔ شاید کچھ سوچ رہا تھا ۔ سر سلطان نے اپنا سوال دہراتے ہوئے کاہ ۔ آئے دن لوگ اس عمارت تک پہنچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ۔ آئے دن لوگ اس عمارت تک پہنچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ۔ لیکن میری دانست میں ابھی تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکے

جی ہاں میرا بھی یہ خیال ہے کہ ہیلی کاپٹر کی مدد کے بغیر وہاں تک پہنچنا ناممکن ہے

ہیلی کاپٹر لینڈ کرنے کی اوپر جگہ ہوگی ۔ سر سلطان نے پوچھا

یہ بھی دیکھنا پڑے گا

مناسب سمجھنا تو مجھے بھی حالات سے باخبر رکھنا سر سلطان نے کہا اور اٹھ گئے

فیاض کے جاتے ہی انہوں نے فون پر عمران کے نمبر ڈائیل کیے اور پوری کہانی دہراتے ہوئے کہا ۔ مینا لاش اپنے ساتھ ہی لائی تھی حادثے کے شاہد ڈرائیور اور آسیہ شہریار ہیں ۔۔۔۔ فیاض نیان کے بیانات بے یقینی کی سی حالت میں سنے

ہیں ------ پہاڑی کے متعلق شاید ہی کسی کو یقین آئے کہ کوئی اس پر پہنچ سکے گا۔ ایسی صورت میں عام طور پر لوگوں کو شبہ ہو سکتا ہے کہ وہ کار ہی کا ایکسیڈنٹ ہوگا۔ پہاڑی کی کہانی بات بنانے کے لیے گڑھی گئی ہے

لاش کہاں ہے سول ہسپتال کے سردخانے میں -------------- چہرہ محفوظ ہے ------- اس لیے توقع ہے کہ شناخت ہو جائے --- فیاض اس کی فوٹو کی تشہیر کرنا چاہتا ہے

میں دیکھوں گا ------------ دوسری طرف سے آواز آئی

سر سلطان ریسور کریڈل پر رکھ کر رومال سے اپنی پیشانی خشک کرنے لگے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

☆

کمرے کی دیواریں سبز تھیں پردے سبز تھے اور فرنیچر بھی سبز ۔۔۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد یہ ہریالی بری طرح کھلنے لگی تھی

لیکن وہ اس کمرے سے بھاگ بھی تو نہیں سکتی تھی ۔ صبح سے شام تک اسے یہاں بیٹھنا پڑتا تھا ۔ باس کے نام آئے ہوئے خطوط کے جوابات ٹائپ کرتی رہتی

ان خطوط کا مضمون ایک ہی ہوتا ہے ۔ لیکن کاربن کاپیاں نکالنے کی اجازت نہیں تھی ۔ اس سے بزنس پر برا اثر پڑتا ۔۔۔۔۔۔۔ ہر خریدار اپنی جگہ سوچتا کہ اس پر خصوصی توجہ نہیں دی گئی

عجیب بزنس تھا ۔ وہ اکثر ہنس پڑتی ۔۔۔۔۔۔ کیسے احمق تھے وہ لوگ جو کہ اس طرح اپنا پیسہ ضائع کر رہے تھے ۔۔۔۔ ہر خط کے ساتھ پانچ روپے کا پوسٹل آرڈر ضروری تھا ۔ وہ بھیجتے تھے اور احمقانہ انداز میں کسی جانور کا نام لکھ بھیجتے ۔۔۔۔۔۔۔ ریچھ ۔۔۔۔ شیر ۔۔۔ چیتا ۔۔۔ لومڑی ۔۔۔ خرگوش ۔۔۔ بجو اور اود بلاو ۔۔۔۔ جو جس کی سمجھ میں آتا

وہ جواب ٹائپ کرتی ۔ اور جواب کے ساتھ لفافے میں ایک اشتہار بھی رکھ دیتی ۔ دراصل یہ اشتہار ہی کمائی کا ذریعہ بنتا تھا

اس کا باس پروفیسر اوٹو ویلانی خود کو اطالوی کہتا تھا ۔ لیکن اپنے ہی بیان کے مطابق اس نے کبھی اٹلی کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی ۔ جنوبی افریقہ میں پیدا ہوا تھا ۔۔۔ سولہ سال کی عمر میں گھر سے بھاگ نکلا ۔ اور براعظم کے مختلف حصوں کی سیاحت کرتا پھرا اس آوارہ گردی کے دوران ہی اسے ایسے حالات سے دو چار ہونا پڑا کہ بعض اوقات تو اپنے حواس خمسہ پر ہی اعتماد کرنے کو جی نہ چاہتا ۔ پر اسرار تاریک افریقہ کی سیاحت ٹھہری ۔ یہ سب کچھ اسے اپنے باس کی زبانی ہی وقتاً فوقتاً معلوم ہوا ۔

جب وہ اپنی سیاحت کے قصے سنانے بیٹھتا تو یہ بھی بھول جاتا کہ اس کی سیکرٹری کو

بہت سے خطوط ٹائپ کرنے ہیں۔ وہ سنتی رہتی۔ یہ کہانیاں بہت دلچسپ اور سنسنی خیز ہوتیں

لڑکی کا نام رافیعہ سموف تھا اور وہ لبنان کی رہنے والی تھی یہاں آنے سے پہلے اس کا باس لبنان ہی میں تھا اور وہیں اس نے اس کی ملازمت اختیار کی تھی۔

لبنان میں چھ ماہ گزارنے کے بعد وہ یہاں آئے تھے۔ تنخواہ میں پچیس فی صد کے اضافے کے ساتھ وہ اسے یہاں لایا تھا۔ اور اپنے وعدے پر قائم بھی رہا تھا۔

اس کی تجارت کا انحصار اشتہار بازی پر تھا۔ ملک کے سارے اچھے روزناموں میں اس کے اشتہارات شائع ہوتے تھے اور بزنس زوروں پر تھا۔

صبح سے شام تک وہ ٹائپ کرتی رہتی۔ ایک بجے سے دو بجے تک لنچ کا وقفہ ہوتا۔ اور وہ پھر ٹائپ کرنے لگتی۔۔۔۔ کبھی کبھی مقررہ وقت سے زاید بھی کام کرنا پڑتا۔۔ لیکن اس کی اجرت الگ سے ملتی۔۔۔۔ باس کنجوس نہیں تھا اس کی محنت کی داد الفاظ میں بھی دیتا تھا۔۔۔ ہفتے میں ایک بار رات کا کھانا بھی اسے اپنے ساتھ ہی کھلاتا تھا

خود ایک بڑی عمارت میں رہتا۔ تھا۔۔۔ یہیں وہ کمرہ بھی تھا جہاں بیٹھا کر رافیہ کام کرتی تھی۔۔۔ رافیہ کی رہائش کا انتظام اس نے ایک متوسط درجے کے ہوٹل میں کروادیا تھا۔

ویسے اگر وہ اس سے اسی عمارت میں قیام کرنے کو کہتا تو وہ انکار نہ کرسکتی۔ کیونکہ وہ اس پر بہت زیادہ مہربان تھا۔ اور کبھی اس قسم کی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی تھی جو کہ پوری نہ کی جاسکتی۔ یا طبعاً اسے ناگوار گزرتی

دیکھنے میں اوٹو ویلانی ایک ڈراونا آدمی تھا۔ لیکن اس کی روح شاید شہد میں ڈبو کر جسم میں داخل کی گئی تھی

چہرے کا ڈراونا پن تو آنکھوں کی بناوٹ کی بنا پر تھا جو کہ ہر وقت سرخ رہتیں۔ ایسا

لگتا کہ جیسے زیادہ تر ہر وقت کشت و خون کے خیالات میں ڈوبا رہتا تھا۔

چہرہ بھاری تھا۔ اس حد تک کوتاہ گردن تھا کہ سر چوڑے چکلے شانوں پر رکھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ قد لمبا تھا۔ کوتاہ گردن نہ ہوتے تو اتنا بے ڈھنگا نہ لگتا۔ رافیہ کا خیال تھا کہ اجنبی لوگ اس سے گفتگو کی ہمت نہ کر سکتے ہونگے۔ کیونکہ انہیں جواب ملنے کی توقع سے زیادہ پھاڑ کھائے جانے کا خدشہ لاحق رہتا ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ حقیقت اس کے مخالف رہی ہو

وہ رک رک کر بولتا تھا اور لہجے میں مٹھاس ہوتی تھی ایسا لگتا تھا کہ جیسے کبھی ترشروئی سے گفتگو کرنے کا اتفاق نہ ہوا ہو

اوٹو سے رافیہ کی ملاقات کم ہی ہوتی تھی۔ روزانہ کا معمول تھا کہ وہ اپنے ہوٹل سے یہاں آتی۔۔۔۔ جو لباس پہن کر آتی اسے تار کر دوسرا پہننا پڑتا۔ تب وہ اس کمرے میں داخل ہوتی جہاں بیٹھ کر کام کرتی تھی یہ دوسرا لباس سبز رنگ کے سکرٹ اور زیر جامے پر مشتمل تھا۔۔۔۔۔۔۔ عجیب بات تو یہ تھی کہ اوٹو بھی سبز رنگ کی گاون پہنے بغیر اس کمرے میں داخل نہیں ہوتا تھا

سخت تاکید تھی کہ رافیعہ کسی دوسرے رنگ کے کپڑے پہن کر اس کمرے میں داخل نہ ہو۔

آج جب وہ سرخ رنگ کی ایک پنسل ہاتھ میں دبائے ہوئے اس کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ اتفاقاً اوٹو بھی اس طرف آ نکلا۔۔۔۔۔۔ جیسے ہی سرخ رنگ کی پنسل پر اس کی نظر پڑی بوکھلایا ہوا اس کی طرف جھپٹا۔ اور پنسل ہاتھ سے چھین لی

- - - -

یہ کیا کر رہی تھیں تم۔۔۔۔۔۔ وہ ہانپتا ہوا خوفزدہ آوز میں بولا۔۔۔۔۔

مم میں سمجھی نہیں جناب۔۔۔۔۔ رافیہ ہکلائی

سارا طلسم ٹوٹ جاتا۔۔۔۔ سب کچھ ختم ہو جاتا ۔۔۔ خدا کے لیے سبز کے علاوہ

اور کوئی رنگ اندر نہ لے کر جاؤ کبھی نہ لے کے جاؤ۔

میں بھی خدا کا واسطہ دیتی ہوں ۔۔۔ آج بتا ہی دیجیے ۔۔ میں ۔ ورنہ میں سوچتے سوچتے پاگل ہو جاؤنگی

کیا بتا دوں

یہی کے سبز رنگ کے علاوہ

خاموش ۔۔۔ خاموش ۔۔۔ اس نے چاروں طرف خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے سرگوشی کی ۔ انداز ایسا تھا کہ رافیہ سچ مچ سہم گئی

جاؤ ۔ جاؤ ۔۔ اندر جاؤ ۔ کام کرو ۔۔ یہاں اس عمارت میں میں تمہیں کچھ نہ بتا سکوں گا ۔

رافیہ بوکھلا کر کمرے میں داخل ہو گئی ۔ اور مڑ کر بھی نہیں دیکھا کہ وہ وہیں کھڑا ہے یا چلا گیا ہے ۔۔۔۔۔۔

حسب معمول وہ خطوط میز پر رکھے ہوئے ملے جن کے جوابات ٹائپ کرنے تھے ۔ وہ بیٹھ گئی ۔۔۔ اور اپنی چڑھتی ہوئی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی ۔۔۔۔ اوہ کس قدر خوفزدہ تھا ۔ اگر وہ سرخ رنگ کی پنسل لیے ہوئے اس کمرے میں داخل ہو جاتی تو کیا ہو جاتا ۔۔۔ اس نے خوفزدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے سبز رنگ کے ٹائپ رائیٹر پر دونوں ہاتھ رکھ دیے ۔

سبز ہی سبز ۔۔۔۔ سب کچھ سبز ۔۔۔ کتنی عجیب اور وحشتناک تھی یہ ہریالی

* * *

جوزف کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے برسوں کا بیمار ہو

عمران نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا

کیا تم بیمار ہو

جوزف نے یاس انگیز نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا

پھر کیا بات ہے۔۔۔ کیا شراب نہیں ملی

جی نہیں چاہتا۔۔۔۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا

کب سے نہیں پی

کل سے

کیوں۔۔۔۔۔۔

جوزف نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا

یہ کیا ہے

دیکھو تو باس۔ وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولا

عمران نے لفافے میں سے ایک ٹکڑا نکالا۔ تہہ کھولی اور پڑھنے لگا

انگریزی ٹائپ میں مضمون تھا۔

تم ایک مستقل مزاج آدمی ہو۔ کبھی کبھی نزلے میں مبتلا رہتے ہو۔ موجودہ مقام حاصل کرنے کے لیے تم نے بڑی جدوجہد کی ہے۔ اپنے کام سے کام رکھتے ہو۔ فضولیات میں نہیں پڑتے۔ جس سے پیمان وفا کرتے ہو۔ اس کے لیے خون کا آخری قطرہ تک بہا سکتے ہو۔ دوشنبہ اور سنیچر کو لڑائی جھگڑے سے پرہیز کیا کرو

۔۔۔ اگر ابھی تک شادی نہیں ہوئی تو اس سال کے آخر تک ضرور ہو جائے گی

۔۔۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ بیوی پسند کی ہی ملی

عمران مضمون ختم کر کے جوزف کو گھورنے لگے۔

یہ کیا بکواس ہے۔ آخر اس نے پوچھا

جوزف نے جواب دینے کی بجائے میز پر پڑے ہوئے اخبار کی ورق گردانی شروع کر دی۔ اور پھر وہ اخبار بھی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے ایک اشتہار کی طرف اشارہ کیا

اشتہار کا مضمون تھا

مایوس لوگ ادھر متوجہ ہوں

عالمی شہرت کے مالک پروفیسر اوٹو ویلانی جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ افریقہ کے پر اسرار اور تاریک حصوں میں گزارا ہے۔ اعلان کرتے ہیں کہ مستقبل کی ہر دشواری پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ جو لوگ مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لیے بے چین ہوں کسی جانور کا نام لکھ کر پروفیسر کو بھیج دیں۔ جانور کا نام لکھتے وقت صحیح وقت۔ دن اور تاریخ بھی لکھیں۔ جانور کے نام کے ساتھ پانچ روپے کا سادہ پوسٹل آرڈر آنا ضروری ہے پروفیسر نا کو ان کی زندگی کے گزشتہ اور آئندہ کے حالات سے کما حقہ آگاہ کریں گے

مضمون کے نیچے پتہ درج تھا۔ لیکن بجائے صحیح مقام کے پوسٹ بکس نمبر کے حوالے سے پوسٹل آرڈر منگوائے گئے تھے

اشتہار پڑھ کر عمران نے الوؤں کی طرح آنکھوں کو گردش دی اور سر ہلا کر بولا تو یہ بات ہے

جوزف نے تھوک نگل کر ہونٹوں پر زبان پھیری اور خاموش کھڑا رہا

اچھا بے۔۔ تو نے کس جانور کا نام لکھ کر بھیجا تھا

پہاڑی بکری۔۔۔۔ جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا

تب ہی تو اس سال کے اواخر تک تیری شادی ضرور ہو جائے گی

بچالو باس ۔۔۔ خدا کے لیے مجھے بچالو ۔۔ میں کیا کروں ۔۔ جوزف گڑگڑا کر بولا ۔۔۔ اور پیشن گوئی کے ساتھ یہ بھی تھا

اس نے جیب میں سے دوسرا کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھایا

اس کا مضمون تھا

پروفیسر اوٹو ویلانی صرف پیشن گوئی ہی نہیں کرتے ۔ بلکہ آپ کی مشکلات حل کرنے کے ذرائع بھی رکھتے ہیں ۔۔۔۔۔ مثال کے طور پر اگر آپ اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو پندرہ روپے کے پوسٹل آرڈر بھیج کر پروفیسر کی تیار کردہ ماٹی چارم لاکٹ منگوا لیجیے ۔۔۔ اسے اپنے پاس رکھیے ۔ پسندیدہ لڑکی شادی کی درخواست کرے گی

بہت خوب ۔۔۔۔ عمران خوش ہو کر بولا ۔۔ ابے یہ ماٹی چارم لاکٹ بھی منگوایا یا نہیں

میں کیوں منگواتا ۔۔ جوزف کو غصہ آ گیا ۔۔۔ پھر وہ بڑبڑانے لگا ۔ شاید میرے قبیلے کے وچ ڈاکٹر موٹومی نے ٹھیک کہا تھا ۔ کہ چالیس سال کی عمر میں تم پر ایک مصیبت نازل ہوگی ۔۔۔ اب میں کیا کروں

ماٹی چارم لاکٹ منگوا لے ۔۔۔ اور اپنی پسندیدہ لڑکی سے ۔۔۔۔۔۔

بس باس بس ۔۔۔ خد کے لیے مجھے اور زیادہ بور نہ کرو ۔ میں کہاں بھاگ جاوں ۔۔۔ باس کیا تم اس سلسلے میں میری مدد نہیں کر سکتے ۔۔۔۔۔۔

مجھ سے کیسی مدد چاہتے ہو

تم تو بڑے سراغرساں ہو ۔۔۔۔ پتہ لگاو اس پروفیسر کا ۔۔۔۔ پوسٹ آفس والے مجھے نہیں بتائیں گے

ابے تیرا یہ خبط کسی دن مجھے لے ڈوبے گا ۔۔۔ عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا ۔۔ ابھی پچھلے ہی ہفتے میں نے تمہیں فٹ پاتھ پر کسی نجومی کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا تھا

ہاں باس۔ ۔ اور اس نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی

تو آخر اپنے مستقبل کے بارے میں کاے معلوم کرنا چاہتا ہے

بس اتنا ہی باس کہ کبھی مجھ پر ایسا وقت تو نہیں پڑے گا کہ میں شراب کو ترس جاوں

اور تو کل سے ترس رہا ہے

مجھے بخار ہے باس۔ ۔ بخار میں اچھی نہیں لگتی۔ ۔ ۔ جب میں حد سے زیادہ متفکر ہوتا ہوں تو مجھے بخار ہو جاتا ہے

اور یہ فکر اس بات کی ہے کہ کہیں تیری شادی زبردستی نہ ہو جائے۔ عمران نے نرم لہجے میں پوچھا

ہاں باس۔ ۔ ۔ جوزف گھگھیایا۔ خدا کے لیے اس پروفیسر اوٹو کا پتا لگا یئے۔

اے مگر تیرے ساتھ زبردستی کون کرے گا

سب کچھ ہو سکتا ہے باس ماما حوا۔ ۔ آدم کی بائیں پسلی سے پیدا ہو گئی تھیں

مگر تو شادی سے اتنا ڈرتا کیوں ہے

جوزف جو کہ آج کسی قدر چڑچڑا بھی نظر آ رہا تھا۔ بھنا کر سوال کر بیٹھا۔ تم کیوں ڈرتے ہو باس۔

ابے تو کیا میں ڈرتا ہوں۔ عمران آنکھیں نکال کر بولا

میں کیا جانوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تمہیں تو بہت پہلے ہی شادی کر لینی چاہیئے تھی۔ عمران جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا

جوزف برا سا منہ بنائے کھڑا رہا

عمران نے کال ریسو کی تھی۔ ہوں۔ ہاں۔ ۔ کیے جا رہا تھا۔ ۔ چند لمحون کے بعد وہ سلسلہ منقطع کر کے جوزف کی طرف مڑا

ہوں۔ ۔ ۔ تو تم اس پوسٹ بکس نمبر کا پتا چاہتے ہو

جوزف نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اپنے سر کو جنبش دی

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

* * *

کیپٹن فیاض سر سلطان سے کہہ رہا تھا

پچھلی شام ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس پہاڑی پر اترے تھے۔ لیکن ہمیں اس قسم کے نشانات نہیں مل سکے۔ جن سے اندازہ ہوتا کہ ماضی قریب میں وہاں تک کسی آدمی کے قدم پہنچ سکے ہوں

سر سلطان کچھ نہ بولے اس انداز میں فیاض کی طرف دیکھتے رہے جیسے ابھی اس سلسلے میں کچھ اور سننا چاہتے ہوں۔

دفعتاً ایک ملازم نے اندر آ کر کسی کا وزیٹنگ کارڈ دیا۔۔۔ سر سلطان نے اس پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈال کر فیاض کی طرف دیکھا۔ اور بولا عمران ہے۔

تو کیا آپ

میں نہیں جانتا کہ وہ اس وقت کیوں آیا ہے۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا اور ملازم سے بولا۔ یہیں بھیج دو۔

فیاض کے چہرے پر نا خوشگواری تبدیلی کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔ عمران کمرے میں داخل ہوا۔ سب سے پہلے اس کی نظر کیپٹن فیاض کے چہرے پر پڑی۔ اور اس نیا سے بوکھلائے ہوئے مودبانہ سلام کیا۔ پھر احمقوں کی طرح اس کے قریب ہی بیٹھ کر دوبارہ کھڑا ہو گیا اور سر سلطان کو سلام کر کے ایک دور افتادہ کرسی کی طرف جھپٹا

کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ سب کچھ اضطراری طور پر سرزد نہیں ہوا تھا ہر چند کہ یہ دونوں حضرات اس بات سے بخوبی واقف تھے لیکن اس وقت وہ فوری طرف پر یہی سمجھے کہ سچ مچ بوکھلایا ہوا ہے ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا عمران کبھی سر سلطان کی طرف دیکھتا اور کبھی فیاض کی طرف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر سر سلطان کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آئی اور انہوں نے پوچھا کہ تم

اتنے پریشان کیوں ہو۔

نن ۔۔۔۔ نہیں تو ۔۔۔ میں ۔۔۔۔۔ چیخ ۔۔۔۔ خیریت دریافت کرنے آیا تھا ۔۔۔ سنا ہے ۔۔۔۔۔ بے بی مینا ۔ کوئی ایکسیڈنٹ کر بیٹھی ہے

یہ تم نے کس سے سنا ۔۔ فیاض غرایا

کچھ پولیس والے کہہ رہے تھے

سر سلطان نے فیاض کی طرف دیکھا

یہ بالکل بکواس ہے ۔۔۔ جناب میرے کسی آدمی نے ایسا کچھ نہیں کہا ۔ کیپٹن فیاض نے عمران کو قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

اچھا تو پھر وہ لاش آسمان سے ٹپکی ہوگی ۔۔۔۔ عمران نے بھی کسی قدر جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

اب سر سلطان اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

فیاض نے کچھ کہنا چاہا ۔ پھر نہ جانے کیا سوچ کر خاموش ہو گیا ۔ ویسے عمران دونوں کی ہی گھورتی ہوئی نظروں کا مرکز بنا ہوا تھا

آپ دونوں حضرات کو معلوم ہونا چاہیئے ۔ عمران انگلی اٹھا کر بولا ۔ اس چٹان کی چوٹی تک پہنچنا ناممکن ہے

تم کہنا کیا چاہتے ہو سر سلطان جھنجھلا کر بولے

بھلا میں کیا عرض کر سکتا ہوں ۔۔۔ عمران نے ڈھیلے ڈھالے لہجے میں کہا اور اپنے ایک جوتے کی نوک پر نظر جما دی

تو پھر کیا جھک مارنے آئے ہو

سر سلطان کو سچ مچ غصہ آ گیا

جی نہیں ۔۔۔ ۔ میں تو ۔۔ خ ۔۔ خیریت دریافت کرنے کے لیے

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

خاموش رہو

جی بہت اچھا ۔۔۔۔ اور سعادتمندانہ انداز میں سر کو جنبش دی گئی

کمرے کی فضا پر چھائی ہوئی بوجھل سی خاموشی جیسے جھلاہٹ میں مبتلا ہوگئی تھی ۔

کچھ دیر تک کوئی نہ بولا

پھر فیاض نے کھنکار کر گلہ صاف کیا اور کہا کہ مجھے اجازت دی جائے ۔ سر سلطان نے سر کی غیر ارادی جنبش سے غالبا اسے رخصت ہوجانے کی اجازت دی تھی

فیاض دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ اور عمران بھیا اٹھتا ہوا بولا ۔ جی مم ۔۔۔ میں بھیا جازت چاہتا ہوں ۔

اس بار سر سلطان نے سر کو جنبش بھی نہ دی ۔ حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو گھورتے رہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور عمران ۔۔۔۔۔۔ اب عمران فایض کے پیچھے اس طرح دوڑ رہا تھا ۔ جیسے کہ کوئی اہم اطلاع دینی بھول گیا ہو ۔۔۔۔ اپنی اگڑی کے قریب پہنچ کر فیاض مڑا

ساما لیکم ۔۔۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں گاڑی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا ۔۔ فیاض کی قہر آلود نظریں عمران کے چہرے پر تھیں ایسے لگتا تھا کہ جیسے دوسرا قدم اٹھاتے ہی وہ عمران کو تھپڑ مار دیگا ۔۔۔۔۔ عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا

نکلو ۔ گاڑی سے بر ۔ فیاض آپے سے باہر ہوتا ہوا بولا ۔۔۔۔۔۔۔ ورنہ

بڑی اہم اطلاع ہے میرے پاس ۔۔۔۔ عمران یک بیک سنجیدہ نظر آنے لگا

مین کہتا ہوں کہ باہر آؤ ۔

ہاتھ پائی کروگے ۔ عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا

نکلو تم ۔ فیاض نے پچھلی نشست کا دروازہ لکھول کر عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا

کیا فائدہ۔ کوئی جاپانی داؤ ماروں گا۔۔۔ مڑ کر دیکھو۔۔۔ خواتین برآمدے میں سے دیکھ رہی ہیں۔۔۔ عمران سیٹ کی دوسری طرف کھسکتا ہوا بولا تھا پھر فیاض نے مڑ کر نہیں دیکھا کہ عمران صحیح کہہ بھی رہا تھا یا نہیں۔ زیر لب کچھ نئی قسم کی گالیاں عمران کو دیتا ہوا اگلی نشست پر جا بیٹھا

گاڑی سٹارٹ ہو کر جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھی تھی۔۔۔ اب عمران اس طرح مطمئن بیٹھا تھا جیسے کہ کسی ٹیکسی ڈرائیور کو منزل م مقصود کا پتا بتا کر ایک فکرمند باپ کے سے انداز میں بچوں کے مستقبل کے بارے میں سوچنے لگا ہو

کار تیز رفتاری سے راستہ طے کر رہی تھی۔ شاید فیاض سوچ رہا تھا کہ اس وقت عمران سے کیونکر نبٹا جائے۔۔۔ لیکن شاید ستارہ ہی گردش میں تھا۔ اس کا۔۔۔۔ دفعتاً ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اور کار لنگڑانے لگی۔۔۔ بائیں جانب والا پہیہ برسٹ ہوا تھا۔ گاڑی رک گئی اور فیاض پلٹ کر دہاڑا۔۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گا

مم۔۔ میں تو یہاں بیٹھا ہوا ہوں۔۔۔ عمران مسمی صورت بنا کر بولا

فیاض نے نیچے اتر کر گاڑی کے گرد چکر لگایا۔ اور پھر مایوسانہ اندزا میں ہاتھوں کو جنبش دی

غالباً اسے یاد آ گیا تھا کہ گاڑی میں کوئی فالتو پہیہ بھی نہیں

گھبراؤ نہیں۔۔۔ وہ عمران کو گھونسا دکھا کر بولا۔ عنقریب ہی تم سے سمجھوں گا

اس سے زیادہ عنقریب اور کیا ہو گا۔۔۔۔ سوپر فیاض۔۔۔۔ عمران نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا

میرے پاس کوئی فالتو پہیہ نہیں ہے۔ فیاض نے غرا کر جواب دیا

اے تو خفا ہونے کی کیا بات ہے۔۔ پہیہ نکال دو

میں دوڑ کر نیا ٹیوب لگوا دوں۔ اگر یہی استعمال کے قابل رہ گیا ہو تو اسی میں جوڑ

لگوادوں

گاڑی میں جیک بھی نہیں ہے فیاض نے پہلے کے سے غصے میں جواب دیا

تب تو پھر ۔۔۔۔۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا

فیاض اسے جواب طلب اور تیز نظروں سے گھورتا رہا

تب تو پھر ۔ عمران تھوڑی دیر بعد بولا ۔ تم اپنی کمر میں رسی باندھو اور میں اسٹیرنگ پر بیٹھ جاتا ہوں

خدا کی قسم ۔۔۔۔۔۔ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاش ۔۔ ہاش ۔۔۔۔۔۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا ۔ کوئی ایسی قسم نہ کھا بیٹھنا ۔ جس کا کفارہ نہ دے سکو

نکلو ۔ باہر ۔۔ فیاض آپے سے باہر ہو گیا

وہ تو نکلنا ہی پڑے گا ۔ ایسے میں یہاں بیٹھ کر تماشا تھوڑا ہی بنوں گا ۔ عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا

فیاض اب تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا سڑک کی دوسری جانب والے کیفے کی طرف بڑھ رہا تھا

کیفے کے کاونٹر سے اس نے اپنے کسی ماتحت کو فون کر کے گاڑی کے متعلق اطلاع دی اور پھر باہر آ کر شاید ٹیکسی کا انتظار کرنے لگا

فٹ پاتھ کی چوڑائی زیادہ نہیں تھی ۔۔۔۔۔۔ بیک وقت کئی آدمی فیاض کے قریب سے گزرے ۔۔۔ ان میں سے ایک کودبھی اس سے ٹکرایا اور معافی مانگ کر آگے بڑھ گیا

فیاض کی آنکھیں عمران کی تلاش میں گردوپیش کا جائزہ لے رہی تھیں

لیکن وہ کہیں دکھائی نہ دیا

بات سمجھ میں آنے والی نہیں تھی ۔ عمران ۔۔۔ اور اس طرح پیچھا چھوڑ دیتا ۔۔

آج تک اس نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع نہیں کیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ تو پھر کیا۔ ۔ مقصد تھا اس کا حرکت کا۔ دوسری طرف وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ گاڑی کا پہیہ بریسٹ ہونے میں عمران کی ہی کسی حرکت کو دخل رہا ہو۔ اس کی دانست میں پہیہ اتفاقاً برست ہوا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن عمران۔ ۔ ۔ آخر وہ یہاں تک ساتھ کیوں لگا چلا آیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ وہ سوچتا رہا اور پھر اتنے میں ٹیکسی نظر آ گئی۔ ۔ ۔ ۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ٹیکسی آہستہ روی کے ساتھ اس کے قریب آ کر رکی۔

وہ دروازے کے ہینڈل پر زور دینے کے لیے جھکا ہی تھا کہ کسی طرح بایاں ہاتھ پتلون کی جیب میں رینگ گیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر وہ اس طرح سیدھا ہوا جیسے کہ اچانک الیکٹرک شاک لگا ہو۔ ۔ ۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بھی شاید یہ تبدیلی محسوس کی تھی۔ وہ متحیرانہ انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ ۔ ۔ ۔ دفعتاً فیاض ہاتھ ہلا کر بولا۔

۔ ۔ ۔ ۔ جاؤ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھے ابھی نہیں جانا۔

پھر ٹیکسی والا اسے دیکھتا رہ گیا۔ اور وہ اس کیفے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے کچھ دیر پہلے اس نے اپنے کسی ماتحت کو فون کیا تھا۔

☆

سایہ رنگ کی ایک بند گاڑی دانش منزل کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی ۔۔۔۔۔ اسے بلیک زیرو ڈرائیو کر رہا تھا۔

گاڑی کمپاؤنڈ سے گزر کر عمارت کے ایک اندرونی حصے میں آ کر رکی ۔ بلیک زیرو انجن بند کر کے نیچے اترا اور گاڑی کا عقبی دروازہ کھول کر ایک طرف کھڑا ہو گیا

عقبی دروازے سے عمران برآمد ہوا ۔ اس نے سر کو جنبش دی جیسے کہ وہ اس کام سے مطمئن ہو

کچھ دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں نظر آئے ۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔ مجھے ہیلی کاپٹر کے پائیلٹ کا بیان کیا ہوا ریکارڈ ایک بار پھر سنواو۔

بہت بہتر جناب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بلیک زیرو میز پر رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد ریکارڈ سے آواز آنے لگی

ہم نے اونچی بنگایا والی چٹان پر لینڈ کیا۔ یہ چٹان اوپر سے کسی میدان کی طرح مسطح ہے عمارت سنسان پڑی تھی ۔ پولیس آفیسر نے مجھے بھی عمارت میں داخل ہونے کی دعوت دی ۔ وہ اندر کچھ تلاش کرتا رہا تھا لیکن واپسی پر اس نے وہاں سے صرف ایک چھوٹا سا لفافہ اٹھایا تھا۔ جس میں باریک تار کا ایک چھوٹا سا لچھا رکھا ہوا تھا اور اس نے وہ لفافہ اپنے پرس میں رکھ لیا تھا۔ لفافہ غالبا پلاسٹک کا تھا۔ میں قریب سے تو نہیں دیکھ سکا تھا لیکن میرا اندازہ یہی ہے

بلیک زیرو ریکارڈ بند کر کے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو تمہیں یقین ہے کہ تمہارے آدمیوں نے وہ پرس فیاض کی جیب میں سے نکال لیا ہوگا ۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا

جی ہاں ۔۔۔۔ مجھے یقین ہے ۔۔۔ میں کیپٹن فیاض کی اس عادت سے بخوبی

واقف ہوں ۔ کہ وہ پرس ہمیشہ پتلون کی جیب میں رکھتا ہے ۔ خواہ وہ کتنا ہی وزنی کیوں نہ ہو

کام ٹھیک ہو رہا ہے ۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلا کر کہا اور سوچنے لگا ۔۔۔۔۔

پائیلٹ کا بیان مختصر اور غیر واضح ہے ۔ اس سے اس کے علاوہ کوئی خاص اطلاع نہیں ملتی کہ فیاض نے وہاں سے ایک لفافہ اٹھایا تھا

میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی اس عمارت تک پہنچنا چاہیئے ۔

ہوں ۔۔۔ فیاض کی رپورٹ کی نقل حاصل کر سکے ہو ۔ عمران نے پوچھا

جی ہاں

مجھے دکھاؤ ۔۔۔۔۔

بلیک زیرو کمرے سے چلا گیا اور عمران اٹھ کر فون کے قریب چلا آیا ۔ کسی کے نمبر ڈائیل کیے اور ماؤتھ پیس میں ایکسٹو والی بھرائی ہوئی آواز میں بولا

ٹرانسمٹ ٹو ۔۔۔۔۔ بی تھرٹین

کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا ۔۔۔۔۔ بی تھرٹین ۔۔۔۔۔ رپورٹ ۔۔۔۔۔

دوسری طرف سے آواز آئی ۔ ہیلی کوپٹر بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ جائے گا ۔۔۔ ساڑھے چار بجے ۔۔۔۔۔

او کے ۔۔۔۔ اسٹاپ ۔۔۔۔

ریسیور رکھ کر وہ بلیک زیرو کی طرف متوجہ ہو گیا جو کہ ایک فائیل لیے ہوئے کمرے میں داخل ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔

فیاض کی رپورٹ کئی بار پڑھنے کے بعد اس نے بلیک زیرو سے پوچھا

تمہارا کیا خیال ہے اس رپورٹ کے متعلق

میری دانست میں تو وہ اسے کار کا حادثہ ہی ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے ۔ رپورٹ کے الفاظ دیکھیے ۔۔۔۔۔۔ کہتا ہے کہ یہاں پہنچ کر ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے سا

ل ہا سال سے وہاں کسی کے قدم نہ پہنچے ہوں ۔۔۔۔۔ کسی قسم کے نشانات بھی حاصل نہیں کر سکا

دفعتاً عمران نے چونک کر کہا ۔۔۔۔ دیکھو کسی نے گھنٹی بجائی ہے ۔۔۔۔۔۔

بلیک زیرو ذہنی طور پر آواز کی طرف متوجہ ہو گیا ۔۔ عمارت کے کسی دور افتادہ حصے میں گھنٹی بج رہی تھی

پھر وہ اٹھ کر باہر چلا گیا ۔

عمران وہیں بیٹھا رہا ۔ تھوڑی دیر کے بعد بلیک زیرو واپس آیا ۔۔۔۔۔۔ وہ کامیاب رہے ہیں جناب ۔ اس نے کہا ۔ اور جیب سے کتھی رنگ کا ایک پرس نکال کر اس کے سامنے ڈالتا ہوا بولا ۔ آپ تو اسے پہچانتے ہی ہوں گے ۔

ہوں ۔۔ اوں ۔۔ فیاض ہی کا معلوم ہوتا ہے ۔۔۔۔ لیکن ضروری نہیں کہ وہ لفافہ اب بھی اس میں پایا جائے

سر سلطان کے یہاں تک پہنچنے سے قبل تک وہ لفافہ اس پرس میں موجود تھا ۔

عمران نے پرس کھولا ۔۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے سر ہلا کر بولا ۔ تمہارا خیال کچھ غلط نہیں ۔۔۔ اور ۔۔۔ ایک دو ۔۔۔ تین چار ۔۔۔۔ ہوں ہوں ۔ کل چھیالیس روپے اور چھیاسی پیسے ہیں

پلاسٹک کا چھوٹا سا لفافہ اس کی مٹھی میں دبا ہوا تھا ۔

یہ لفافہ زیادہ پرانا نہیں معلوم ہوتا ۔ پھر وہ پہاڑی دوسری جنگ عظیم کے دوران میں اطالوی جہاز ٹوٹتے ہی تباہ ہو گئی تھی ۔۔۔ پھر پلاسٹک کا استعمال تجارتی پیانے پر جنگ کے خاتمے کے بعد ہی شروع ہوا تھا ۔ لہذا یہ لفافہ جنگ کی تباہی سے پہلے کا نہیں ہو سکتا

عمران خاموش ہو گیا اور بلیک زیرو اس سے وہ لفافہ لے کر خود اس کا جائزہ لینا شروع ہو گیا

اور اس میں یہ تار کا لچھا۔۔۔اس نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

نکالو

چمکدار باریک تار متعدد بلوں میں دائرے میں لپٹا ہوا تھا۔

بلیک زیرو پہلے اسے یوں ہی دیکھتا رہا۔ پھر اس کے بل کھولنے شروع کیے۔۔۔

تار تین یا ساڑھے تین گز لمبا ہوگا

حیرت ہے۔۔۔۔بلیک زیرو سر ہلا کر بولا

یہ تو لگتا ہے کہ شاید ابھی فیکٹری سے نکل کر آیا ہے

کہیں زنگ کا ننھا سا قطرہ بھی نظر نہیں آتا

اس کو اسی طرح لپیٹ کر لفافے میں رکھ دو

عمران بولا

فیاض نے کاے سمجھ کر اسے اتنی احتیاط سے رکھ چھوڑا ہے

بلیئنک زیرو بڑبڑایا

معلوم کرنے کی کوشش کرو

میرا خیال ہے کہ وہ دیدہ دانستہ سر سلطان کی لڑکی کو اس کیس میں الجھانا چاہتا ہے

وہ کس طرح۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

ظاہر ہے کہ یہ لفافہ حال میں وہاں تک پہنچا ہوگا۔ تار کی کنڈیشن بتاتی ہے کہ فیاض بھی اسے بخوبی جانتا ہے لیکن اپنی رپورٹ میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ پہاڑی سال ہا سال سے ویران رہی ہے

اس کی احتایط ہمیشہ دو رخی ہوتی ہے۔۔۔۔خیر۔۔ ہم آج اس پہاڑی کا جائزہ لیں گے

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

* * *

کیپٹن فیاض جو کہ بے خبر سو رہا تھا۔ جھنجھوڑے جانے کی بنا پر بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ کمرے میں تیز قسم کی روشنی تھی۔ آنکھیں چندھیا گئیں۔ لیکن وہ بدصورت ریوالور تو اسے پہلی ہی نظر میں نظر آ گیا تھا۔ جس کی نال اسی کی طرف اٹھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی

فیاض کا ہاتھ تکیے کے نیچے رینگ گیا

میں دیکھ رہا ہوں۔ ہلکی سی غراہٹ سنائی دی۔ فائر کر دوں گا

جملہ انگریزی میں کہا گیا تھا اور لہجہ بھی غیر ملکی تھا۔ فیاض کا ہاتھ جہاں تھا۔ وہیں رہ گیا۔ اور نظر آواز کی طرف اٹھ گئی

ریوالور والے کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ لیکن ہاتھوں کی رنگت بھی اس کے غیر ملکی ہونے کی طرف اشارہ کر رہی تھی

ایک آدمی دروازے کے قریب کھڑا دکھائی دیا

------اس کا چہرہ بھی نقاب میں ہی تھا

کیا بات ہے ----فیاض نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا

پہلے

تم اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش کرو پھر باتیں بھی ہو جائیں گی --جواب ملا

فیاض کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے ---اسے یاد آیا کہ اس کی بیوی اس وقت کوٹھی میں موجود نہیں ہے اس سے اس کی ڈھارس کچھ بندھی۔ وہ سر شام ہی کسی تقریب میں شرکت کے لیے اپنے بھائی کے گھر چلی گئی تھی اور اس نے وہیں پر شب بش بھی ہونا تھا۔

میں پوچھ رہا تھا کہ تم لوگ کون ہو اور کیا چاہتے ہو--فیاض کے لہجے میں اس بار

زیادہ سختی تھی

اچھی بات ہے۔ ریوالور والے نے بایاں ہاتھ ہلا کر کہا۔۔۔ اٹھ کر بیٹھو۔۔ اور میرے سوالات کے صحیح جوابات دو۔۔۔

فیاض اسے خونخوار نظروں سے دیکھتا ہوا تکیے پر کہنیاں ٹیک کر اٹھ بیٹھا۔ پھر نقاب پوش چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔۔ پلاسٹک کا وہ لفافہ کہاں ہے جو تم نے پہاڑی والی عمارت میں پایا تھا۔

فیاض کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار نظر آئے لیکن وہ زبان سے کچھ نہ نکال سکا۔۔۔۔۔

وہ لفافہ میرے حوالے کر دو۔۔۔۔ نقاب پوش غرایا

وہ اس وقت تو میرے پاس نہیں ہے۔۔۔۔۔ نہ جانے کیوں فیاض کچھ نرم پڑ گیا

آفس میں۔۔۔ میری میز کے دراز میں

بکواس۔۔۔۔ آج آفس سے روانگی کے وقت وہ تمہارے پرس میں تھا

تم آخر ہو کون۔۔۔۔۔ فیاض آنکھیں نکال کر بولا

کیوں تم مجھے تشدد پر آمادہ کر رہے ہو۔ نقاب پوش کے لہجے میں دھمکی تھی۔

ہوش میں ہو یا نہیں۔۔۔۔۔۔ تم کس سے باتیں کر رہے ہو۔ م۔۔۔۔ فیاض تن کر کھڑا ہو گیا

پیچھے ہٹو۔۔۔۔۔ نقاب پوش نے ریوالور والا ہاتھ آگے بڑھایا

فیاض پیچھے تو ہٹا لیکن اسی فکر میں تھا کہ جھپٹ پڑنے کا موقع ملے

دروازے کے قریب کھڑے ہوئے نقاب پوش کے ہاتھوں میں بھی ریوالور نہ دیکھ لیا ہوتا تو اب تک کبھی کا ٹکرا گیا ہوتا

ادھر دیکھو۔۔ میری طرف۔۔۔ قریب والے نقاب پوش نے کہا۔۔۔ وہ لفافہ اس تار سمیت میرے حوالے کر دو۔۔ ورنہ ایسی اذیت میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ موت

کے عالوہ گلوخلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی

شٹ اپ ۔۔۔ فیاض دہاڑا ۔۔۔ اسے حیرت تھی کہ اتنی اونچی آواز میں بولنے کے باوجود وہ ابھی تک اپنے کسی ملازم کو جگانے میں کامیاب نہیں ہوسکا تھا ہوسکتا تاھ کہ ان نامعلوم آدمیوں نے انہیں پہلے ہی بےبس کردیا ہو

تم قطعی بےبس ہو ۔۔۔۔۔ نقاب پوش نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

۔۔۔ ہم بآسانی تمہیں گولی مار سکتے ہیں

فیاض خاموش رہا

نقاب پوش کہتا رہا ۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ تم اس طرح وہ لفافہ میرے حوالے نہیں کرو گے ۔۔۔ میرے پاس دوسری تدبیر بھی ہے ۔۔۔ لہذا کان کھول کر سن لو۔ جب اس اذیت سے کسی طرح پیچھا نہ چھڑا سکو تو ہم سے رجوع کرلینا ۔۔۔ اور ہم لفافے کی واپسی پر تمہیں اس ازیت سے نجات دلا دیں گے

پھر اس نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اپنے ساتھی کو کسی قسم کا اشارہ کرتے ہوئے دوبارہ فیاض کو مخاطب کیا ۔۔ تم اپنی جگہ سے ہلنے کی ہمت نہ کرنا

ریوالور کی نال فیاض کے سینے کی طرف اٹھی رہی اور دوسرا آدمی آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کی پشت پر آیا

سامنے والے نقاب پوش نے فیاض کو پھر وارننگ دی ۔۔ کہ وہ اپنے ہاتھ نیچے گرائے رکھے [

دفعتا فیاض کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی ۔۔ اور وہ بایاں گال دبائے ہوئے نیچے فرش پر گر گیا

اب تڑپنے پھڑکنے کی اجازت ہے ۔ سامنے والا نقاب پوش ہنس کر بولا ۔

تمہارے گھر کے قریب جو سگریٹ کا بہت بڑا بورڈ لگا ہوا ہے ۔ اس پر چاک سے لفظ لفافہ لکھوا دینا ۔ اگر اس اذیت سے پیچھا چھڑانا چاہو

فیاض بایاں گال دبائے بری طرح چیخ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ کوشش کے باوجود بھی اپنی چیخیں دبانے پر قادر نہ تھا

دونوں نقاب پوش ہنستے رہے پھر ایک اونچی آواز میں بولا۔۔ ہم جا رہے ہیں۔۔ لیکن یہ تینوں الفاظ یاد رکھنا۔۔۔۔۔ لفافہ۔۔۔ بورڈ۔۔۔۔۔ اور چاک اسٹک ۔۔۔۔۔

وہ دونوں دروازے سے گزر کر نظروں سے اوجھل ہو گئے

فیاض اسی طرح تڑپتا رہا

IqbalCyberLibrary.net
WWW.
All rights reserved
©2002-2006

سر سلطان کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے ۔۔۔۔۔۔۔ اور عمران خاموش بیٹھا اپنے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کا جائزہ لے رہا تھا

آخر یہ ہوا کیسے ۔۔۔۔۔۔۔ سر سلطان کچھ دیر بعد بولے

جس طرح میرے آدمی فیاض کے محکمے میں کام کر رہے ہیں ۔۔ اسی طرح کوئی اور بھی پارٹی ہے ۔۔۔ ورنہ ان دونوں نقاب پوشوں کو اس کا علم کیونکر ہوتا ۔۔ آفس سے چلتے وقت وہ لفافہ اس کے پاس تھا

یہ کہا تھا انہوں نے اس سے

جی ہاں ۔۔۔۔۔۔

وہ اب کہاں ہے ۔۔۔۔

کون ۔۔۔۔ لفافہ ۔۔ یا فیاض ۔۔۔۔۔

دونوں ۔۔۔۔۔

فیاض ہسپتال میں ہے ۔۔۔ اور لفافہ اس کے پاس نہیں ہے ۔۔۔۔

کس کے پاس ہے ۔۔۔۔۔

عمران نے لاعلمی ظاہر کرنے کے لیے مایوسانہ انداز میں ہاتھوں کو جنبش دی اور پھر بولا ۔۔۔ ویسے فیاض کا بیان ہے کہ کل اس کی جیب کٹ گئی تھی ۔۔ لفافہ پرس میں تھا ۔۔۔۔۔۔ لہٰذا کسی گرہ کٹ کے ہاتھ لگ گیا ہوگا

یہ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ کسی گرہ کٹ کے ہاتھ لگ گیا ہوگا

عمران نے احمقانہ انداز میں سر کو اثباتی جنبش دی

پھر ۔۔۔۔۔

میں کیا عرض کروں ۔۔۔۔ لیکن میں نے فیاض کے لیے ویسا ہی لفافہ اور تار کی گچھی مہیا کر دی ہے

All rights reserved ©2002-2006

کیا مطلب۔۔۔۔۔۔سر سلطان چونک کر اسے گھورنے لگے۔۔۔۔

اب وہ سگریٹ کے سائن بورڈ پر چاک سے لفظ لفافہ لکھوا دے گا۔۔۔۔۔۔۔

اوہ۔۔۔اوہ۔۔تو اس طرح تم ان لوگوں کا تعاقب کرو گے۔۔۔۔۔۔۔۔کیا فیاض نے یہ سب کچھ ہی تمہیں خود ہی بتایا تھا۔۔۔۔۔۔

جی ہاں۔۔۔۔میں اس سے ہسپتال میں ملا تھا۔۔۔اس نے مجھے بلوایا تھا۔۔۔۔ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ وہ ابھی تک اس مرض سے نجات نہیں اپ سکے۔۔۔۔لہذا فیاض کا خیال ہے کہ وہی اسے اس تکلیف سے نجات دلا سکتے ہیں جو کہ اس کا باعث بنے تھے

تکلیف کی نوعیت کیا ہے

سوزش شدید ترین سوزش نا قابل بیان تکلیف

بائیں گال کے تھوڑے سے حصے پر فیاض ہی کے بیان کے مطابق گویا انگارہ رکھ دیا گیا ہو۔ بیہوشی کیا نجکشن کے سہارے چل رہا ہے۔۔اس کا کہنا ہے کہ پیچھے کھڑے ہوئے نقاب پوش نے کوئی ٹھنڈی چیز اس کے گال کے ساتھ مس کی اور پھر اسی ٹھنڈک نے سوزش اختیار کر لی

سر سلطان کچھ نہ بولے۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا۔۔۔

تمہار کیا خیال ہے اس جیب تراشی کے متعلق۔۔کاے اس کا سبب بھی وہی لفافہ تھا

خدا جانے۔۔۔۔عمران نے لاپرواہی کے ساتھ شانوں کو جنبش دی

تھوڑی دیر خاموش رہا۔۔پھر بولا۔۔میں بھی اس پاہڑی کی سیر کر چکا ہوں۔۔۔اور اس رائے عامہ سے متفق نہیں ہون کہ ہیلی کاپٹر کے بغیر اس پر بنی ہوئی عمارت تک رسائی ناممکن ہے

یعنی تم اس کے علاوہ بھی کوئی زریعہ دریافت کر چکے ہو

جی ہاں۔۔۔۔۔۔

فیاض بالکل ہی گدھا نہیں ہے۔ سر سلطان کے لہجے میں بے اعتباری تھی ہوسکتا ہے کہ کسی قدر ہو۔ لیکن اسے دوسرے زریعے کی تلاش کب تھی وہ تو محض رپورٹ میں اس پہلو کی بھی خانہ پری کی غرض سے اوپر گیا تھا۔ اسے یقین تھا۔ جناب کہ وہ ایکسیڈنٹ مینا کی کار ہی سے ہوا تھا بہر حال چونکہ اسے کسی دوسرے زریعے کی تلاش نہیں تھی۔ اس لیے اس کی نظر بھی اس پر نہیں پڑی

اس سے پہلے بھی کچھ لوگ اوپر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔ سر سلطان بولے نیچے ہی انہوں نے راستہ تلاش کیا ہوگا۔۔۔۔۔۔ وہ تو یقیناً کسی کے بس کا روگ نہیں۔۔۔ خیر کبھی آپ کو فرصت ملی تو وہ راستہ آپ کو بھی دکھادوں گا۔۔۔

فی الحال تو اس تار اور لفافے کا مسئلہ درپیش ہے

آخر وہ ہے کیا بلا۔۔۔۔

ایسی ہی بلا جس کے لیے وہ جان پر کھیل کر فیاض کی کوٹھی میں داخل ہوئے تھے۔ لیکن اس سے پہلے ہی وہ فیاض کی جیب سے نکال لیا گیا تھا۔۔

تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ دو مختلف پارٹیاں اس میں دلچسپی لے رہی ہیں۔

عمران کچھ نہ بولا۔۔ وہ پرتفکر انداز میں چیونگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا

☆

فیاض کے لیے اندازہ کرنا مشکل تھا کہ مارفیا کے انجکشن اسے کتنی دیر تک اس اذیت کے احساس سے بچائے رکھتے ہیں۔ ویسے اس بار ہوش میں آنے پر اس نے محسوس کیا جیسے کہ بائیں گال پر ٹھنڈک پڑ گئی ہو۔۔۔ لیکن وہ اسے احساس کا دھوکہ سمجھ کر ان سوزش آمیز ٹیسوں کا منتظر رہا جو کہ ہوش میں آتے ہی اٹھنے لگتی تھیں۔

دفعتاً اسے یاد آیا کہ سگریٹ کے اشتہاری بورڈ پر چاک سے لفظ۔۔۔ لفافہ لکھوا چکا ہے۔۔۔ اس نے ورتے ڈرتے ہوئے بائیں گال پر ہاتھ پھیرا۔ اس کو ہلکی سی بھی سوزش محسوس نہ ہوئی

اسے ہوش میں آتا دیکھ کر نرس واپس چلی گئی تھی جو کہ ڈیوٹی ڈاکٹر کے ساتھ واپس آئی

اب کچھ دیر برداشت بھی کیجیے جناب۔۔ اس نے بڑے ادب سے کہا۔۔۔ مورفیا کا اثر سسٹم پر اچھا نہیں ہوتا

اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ فیاض گال پر ہاتھ پھیرتا ہوا مسکرا کر بولا

یعنی تکلیف کم ہے

جی نہیں بالکل بھی نہیں ہے

یعنی۔۔۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ سوزش

جی۔۔۔ ہاں۔۔۔ اب میں بالکل ٹھیک ہوں

براہ کرم۔۔۔۔ اسی طرح لیٹے رہیے گا۔ ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا

کچھ دیر کے بعد فیاض کو پھر کیمیائی آزمائشوں میں سے گزرنا پڑا۔۔ اور اس کے بائیں گال پر مختلف قسم کے آلات کا دباؤ پڑتا رہا لیکن وہ ان تجربات کے نتائج سے فوری طور پر آگاہ نہ ہو سکا

اس دوران میں اس نے اپنے تکیے کے عین نیچے کسی کاغذ کی چرچڑاہٹ محسوس کی ۔۔لیکن وہ ڈاکٹرز کی موجودگی میں دم سادھے لیٹا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔جب تک ڈاکٹر وہاں موجود رہے۔۔۔۔اس نے تکیے کے غلاف کے اندر ہاتھ ڈالنے کی کوشش نہیں کی

سناٹا ہوتے ہی ہاتھ غلاف کے اندر گیا۔ پھر دوبارہ واپس آیا تو گرفت میں ایک وزنی سا لفافہ تھا

کوئی ٹھوس چیز لفافے کے اندر موجود تھی

۔۔۔۔۔اس نے مضطربانہ انداز میں لفافے کو چاک کیا۔۔۔۔جس کے اندر سے کچھ کاغذات اور ایک کنجی برآمد ہوئی

انگریزی میں ٹائپ کیے ہوئے خط پر نظر پڑی جو کہ اسکے نام پر تھا

مائی ڈیر کیپٹن فیاض۔۔۔۔۔۔۔نیشنل بینک ہیڈ آفس کے لاکر نمبر تیرہ کی کنجی مع رسید روانہ ہے۔۔۔۔لفافہ اسی لاکر میں رکھ کر کنجی بھی وہیں اپنے نام پر جمع کرادو۔ لاکر تمہارے ہی نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ لیکن حاصل کرنے ولوں کے نام کا پتہ لگانے کی کوشش مت کرنا۔۔۔۔۔۔۔یہ بھی وارننگ ہی ہے۔۔۔۔۔ورنہ ۔۔۔پھر تو تم ہمیں بھی جانتے ہی ہو

فیاض کا خون کھولنے لگا۔۔۔۔مٹھیاں بھینچ گئیں۔۔۔لیکن پھر فوراً ہی اسے خیال آ گیا

کہ یہ لفافہ اس کے تکیے کے نیچے سے برآمد ہوا تھا۔۔۔لہذا ہو سکتا ہے کہ اس وقت بھی اس کی نگرانی ہو رہی ہے

بہرحال اسے اب عمران کی سکیم کے مطابق اپنے گھر واپس جانا تھا کیونکہ عمران کا فراہم کردہ لفافہ اسے وہیں سے ملتا تھا

اب وہ پوری طرح عمران کی مٹھی میں تھا معاملہ ہی ایسا تھا کہ وہ اپنے کسی ماتحت پر

اعتماد نہ کر سکتا تھا۔ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ اچانک اس مرض میں کیسے مبتلا ہو گیا تھا ۔۔ اور اب شاید ڈاکٹر بھی متحیر تھے کہ اچانک ہی اس سے گلو خلاصی کیسے ممکن ہوئی

فیاض گھر آیا۔۔ اسے معلوم تھا کہ عمران نے وہ لفافہ کہاں رکھا ہوگا۔۔۔۔

بیوی اسی کی ہدایت کے مطابق ابھی تک بھائی کے گھر میں مقیم تھی

لفافہ نکالنے کے لیے فیاض نے رائیٹنگ ٹیبل کے میز پوش کے نیچے ہاتھ ڈالا ۔۔۔ اور ایک بڑا سا لفافہ کھینچتا چلا آیا۔۔۔ لیکن اس میں عمرن کے رکھے ہوئے لفافے کی بجائے پنسل سے گھسیٹی ہوئی ایک تحریر برآمد ہوئی

ہمیں علم ہو چکا ہے کہ لفافہ کہاں ہے۔ اب تم جہنم میں جاؤ۔۔۔

فیاض کے منہ سے گالیوں کا طوفان امڈ پڑا۔۔۔۔ اور یہ عمران ہی کے لیے تھا

کانپتے ہوئے ہاتھ سے اس نے ٹیلیفون پر عمران کے نمبر ڈائیل کیے اور وہ بدبختی سے دوسری طرف موجود تھا

تم کتے ہو۔۔۔۔ فیاض حلق پھاڑ کر دہاڑا

کون بھونک رہا ہے۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا

تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے

کون بول رہا ہے

میں فیاض ہوں۔۔۔۔

اوہ لیکن تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے۔۔۔ میں پہچان نہ سکا

میں گھر سے بول رہا ہوں۔۔۔۔ تم نے یہاں کیا کیا ہے

وہی جو کہ تم سے کہہ چکا تھا

وہ لفافہ یہاں نہیں ہے

حیرت۔۔ تب تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اس سے باخبر ہو گئے تھے

کیا تم پنسل سے کچھ لکھ کر رہ گئے تھے

ہرگز نہیں ۔۔۔۔ میں نے صرف وہی پلاسٹک کا لفافہ بتائی ہوئی جگہ پر رکھا تھا

اگر تم سچ کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ تو پھر

کچھ نہیں ۔۔۔۔ تم گھر پر ہی ٹھہرو ۔۔۔ میں وہین آرہا ہوں ۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی ۔۔ اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

* * *

ریسیور رکھ کر عمران صفدر کی طرف مڑا۔۔۔۔۔۔۔۔جو کہ اسے مستفسرانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

کھیل شروع ہی سے بگڑ گیا تھا۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا

کیا ہوا

چوٹ ہوگئی۔۔۔۔۔فیاض کو وہ لفافہ وہاں سے نہیں ملا جہاں رکھا گیا تھا اس کی بجائے غالباً کسی قسم کی کوئی تحریر ملی ہے۔۔۔۔۔۔فیاض کو مجھے ہسپتال میں نہیں بلوانا چاہیے تھا۔۔اگر میں حالات سے۔باخبر ہوتا تو خود ہی احتیاط رکھتا۔۔۔۔۔۔ذرا ٹھہرو میں اس سے اس تحریر کے بارے میں معلوم کرلوں

اس نے فون کی طرف مڑ کر فیاض کے نمبر ڈائیل کیے۔۔۔۔۔اور اسے متوجہ کر کے ایسے سوالات کرتا رہا کہ وہ خود ہی ساری تفصیلات اگل دے

پھر بڑے سکون سے اس کی باتیں سنتا رہا۔۔اور بالآخر بولا کہ تم نے مجھے کہیں کا نہ رکھا۔۔اب وہ میرے پیچھے لگ گئے ہونگے اس تحریر کا مطلب تو یہی ہوسکتا ہے۔۔۔۔اچھا پیارے خدا حافظ وہ تو تمہیں جہنم میں جانے کا مشورہ دے ہی چکے ہیں ۔۔۔اب دیکھو میرا کیا بنتا ہے مفت میں مارا گیا میں تو

ریسیور رکھ کر وہ مسکراتا ہوا صفدر کی طرف مڑا

بہت باخبر ہیں وہ لوگ۔۔۔اس نے کہا۔فیاض اب ٹھیک ہے۔۔غالباً ہسپتال ہی میں کسی نے اس بحالت بے خبری اس کا علاج کردیا ہے۔میری دانست میں فیاض پر کسی قسم کا زہر آزمایا گیا تھا۔۔۔۔۔میں کود بھی ایک ایسے سیال سے واقف ہوں کہ اگر جلد میں پیوست ہو جائے تو ایک مخصوص توڑ ہی آدمی کو اس سے نجات دلا سکتا ہے

تو گویا ہسپتال کے عملے میں ہی سے کوئی ہوسکتا ہے۔۔۔صفدر نے متحیرانہ لہجے

میں کہا

حیرت کی کوئی بات نہیں جب وہ لوگ اس کے دفتر میں اپنے لیے کوئی جگہ بنا سکتے ہیں تو ہسپتال کی کیا حیثیت

صفدر کچھ نہ بولا۔ عمران کہتا رہا کہ بہر حال یہ بات بھی ان سے پوشیدہ نہ ہوگی کہ میں اکثر فیاض کے لیے کام کرتا ہوں ۔ اور یوں بھی میں شہر میں نیک نام نہیں ہوں ۔۔ میرے رکھے ہوئے لفافے کی بجائے فیاض کو وہاں سے ایک تحریر ملی ہے ۔ جس کے مطابق وہ لوگ جانتے ہیں کہ لفافہ کہاں ہے ۔ اور فیاض نے اس کے سلسلے میں انہیں دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی

آخر وہ ہے کیا بلا

ابھی تک اس سے کوئی معقول نتیجہ نہیں نکل سکا ویسے میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا

کیا اندازہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عمران کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ جوزف آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوا۔ ایڑیاں بجائیں اور سیلوٹ کر کے دانت نکال دیے۔ باچھیں کھلی پڑ رہی تھیں

سب ٹھیک ہو گیا ۔۔۔ باس ۔۔۔ اس نے لہک کر کہا

کیا ٹھیک ہو گیا ۔۔۔ عمران اسے گھورتا ہوا بولا

اب شادی نہیں ہوگی

عمران نے طویل سانس لی اور منہ چلاتا ہوا صفدر کی جانب چلا گیا

یقین کرو کہ باس سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جوزف نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا ۔۔ پروفیسر سے تو میری ملاقات نہ ہو سکی ۔۔ لیکن اس کی سیکرٹری نے مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ اس سلسلے میں جرور کچھ نہ کچھ کرے گی

بھلا اس کی سیکرٹری کیا کر سکے گی

اس نے وعدہ کیا ہے

کیا وعدہ کیا ہے

یہی کہ وہ پروفیسر سے اس کے لیے کوئی تدبیر کرائے گی

اوہ۔۔۔۔ جوزف شادی کر لے ورنہ پچھتائے گا

کیا قصہ ہے صفدر نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا

کسی نجومی کی پیشن گوئی ہے کہ اسے اس سال دوسری شادی کرنی ہی پڑے گی

صفدر ہنسنے لگا اور جوزف جھینپ کر دوسرے کمرے میں چل گیا

کچھ دیر خاموشی رہی اور پھر وہی مسئلہ چھڑ گیا

صفدر کو اس پر تشویش تھی کہ اب وہ لوگ عمران کے پیچھے پڑ جائیں گے

All rights reserved. ©2002-2006

* * *

رافیہ سموناف نامی اس احمق نیگرو کو رخصت کر کے پھر سبز کمرے میں جانے ہی والی تھی کہ اوتو ویلانی دروازے سے نمودار ہوا

اس کے چہرے پر ایک ہی بار رافیہ کی نظر پڑتی تھی پھر جتنی دیر وہ سامنے رہتا وہ نظریں جھکائے رکھتی

کیوں ۔۔۔۔۔۔۔ بے بی ۔۔۔ کیا خیال ہے اس احمق کے بارے میں ۔۔۔۔اس نے رافیہ سے پوچھا

کیا وپہ جو ابھی یہاں موجود تھا ۔۔ رافیہ نے کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا

ہاں ۔۔۔۔۔۔ وہی ۔۔۔۔ اب وہ روز آئے گا اور تمہارا جی بہلائے گا

لل ۔۔۔ لیکن آپ تو یہاں کسی ضرورتمند کی آمد پسند نہیں کرتے

ٹھیک ہے ۔۔۔ مگر یہ تو دیکھو کہ وہ یہاں تک کس طرح پہنچا ہوگا ۔ جب کہ اس کے حالاوہ آج تک کوئی براہ راست مجھ سے ملنے کے لیے آ ہی نہیں سکا

میں نیاس سے پوچھا تھا اس نے بتایا تھا کہ بڑی دشواریوں سے بذریعے پوسٹ آفس پتہ معلوم کر سکا تھا

بہر حال ۔۔۔۔۔ وہ یہاں تک آ ہی پہنچا ۔۔۔ اسے کہتے ہیں روحانی لگاو

میں نہیں سمجھی جناب

مجھے افریقہ اور وہاں کے بسنے والون سے بے اندازہ محبت ہے ۔۔۔ اس وقت بھی میرا جسم یہاں ہے اور میری روح افریقہ میں بھٹک رہی ہے

بہر حال مجھے اس کے یہاں آنے جانے پرع کوئی اعتراض نہیں

میں اس کی دوستی کی خواہش مند نہیں ہون ۔۔۔ رافیہ نے کسی قدر ناخوشگوار لہجے میں کہا

میری دانست میں کوئی برائی بھی نہیں ہے ۔۔۔ وہ بھی اسی روح سے متعلق ہے

جس کا میں پجاری ہوں ۔۔۔ خیر ۔۔۔۔۔ اچھا ۔۔۔ اب تم اپنا کام دیکھو

رافیہ سبز کمرے میں آ گئی ۔۔۔ ابھی تک آج کی ڈاک نہیں دیکھی تھی

روزانہ کی ڈاک سے آئے ہوئے خطوط جوابی لفافے کے ساتھ نتھی کر کے اوٹو ویلانی کی میز پر رکھ دیے جاتے تھے ۔۔۔۔ اور وہ ان خطوط کے جوابات ان سے نتھی کر دیتا تھا ۔۔۔ پھر ان جوابات کو ٹائپ کرنا اور ملفوف کر کے ڈاک کے سپرد کرنا رافیہ سموناف کا کام تھا ۔۔۔۔۔

نہ وہ آنے والے خطوط کا بغور مطالعہ کرتی تھی ۔ اور نہ ان کے جوابات کا ۔۔۔۔۔ بس مشینی طور پر اپنے فرائض انجام دیتی رہتی تھی

لیکن ان خطوط سے متعلق کچھ دنوں سے ایک الجھن میں مبتلا ہو گئی تھی

پہلے جو خطوط آیا کرتے تھے ان میں کسی ایک جانور کا نام اور نام لکھنے کا وقت اور دن درج ہوتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اب ان میں ایسے خطوط بھی ہوتے تھے جن میں ناموں کی قطار در قطار نظر آتی ۔۔۔۔۔ وہ انہیں بھی دوسرے خطوط کے ساتھ جواب کے لیے رکھ لیتی ۔ لیکن کچھ دنون کے بعد اس نے محسوس کیا کہ خصوصیت کے ساتھ ان کے جوابات نہیں دیے جاتے

اس قسم کے کچھ نہ کچھ خطوط اب تو ہر ڈاک میں ہوتے

پھر آہستہ آہستہ اسے محسوس ہونے لگا تھا کہ وہ کسی غلط جگہ آ پھنسی ہے نہ جانے کیوں وہ دوسرے قسم کے خطوط کے متعلق شبہات میں مبتلا ہو گئی تھی

کئی طرح کے خیالات آتے ۔۔۔۔۔ کچھ دیر ان کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتی رہتی اور پھر اپنے کام میں لگ جاتی

آج بھی ایسے ہی تین خطوط اس نے تازہ ڈاک سے چھانے تھے اور انہیں بغور دیکھ رہی تھی

اچانک اسے ایک تیز قسم کی آواز سنائی دی ان خطوط کو بھی میرے پجاری کی میز پر

رکھ دو ۔۔ یہ میرے دشمنوں کی کارگزاری ہے

وہ چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگی لیکن ااس پاس کوئی بھی نظر نہیں آیا

اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹی ۔۔۔۔۔ راہداری سنسان پڑی تھی ۔۔۔۔۔ کون ہے ۔۔ بالآخر اس نے کانپتی ہوئی آوز میں بلند آواز سے پوچھا لیکن بازگشت کے علا وہ کچھ بھی نہ سن سکی

وہ پھر کمرے میں واپس آ گئی ۔ یہاں بھی پہلے ہی کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی ۔۔۔ کرسی پر بیٹھنے کی ہمت نہ پڑی ۔۔۔۔۔ وہ سرگوشی واہمہ نہیں ہو سکتی تھی ۔۔ اسے اس کے الفاظ من وعن یاد تھے

ایک بار پھر وہ غیر ارادی طور پر دروازے کی طرف جھپٹی ۔ ٹھیک اسی وقت راہداری سے قدموں کی چاپ بھی سنائی دی ۔۔۔ ساتھ ہی اوٹو ویال نی نے کہا ۔۔۔۔۔ سموناف یہ تمہاری آواز تھی

وہ راہداری میں نکل آئی ۔ اوٹو سامنے کھڑا تھا ۔۔۔۔۔۔

کاے بات ہے اس نے پوچھا ۔۔۔۔ کیا چیخ تمہاری تھی

جی ۔۔۔ جی ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ وہ ہانپتی ہوئی بولی ۔۔۔ مے نے ایک پراسرار سرگوشی سنی تھی ۔۔

کیا مطلب ۔۔۔۔۔۔ وہ چونک پڑا

کسی نے مجھ سے کہا تھا ان خطوط کو بھی میرے پجاری کی میز پر رکھ دو ۔۔۔ یہ دشمن روحون کی کارگزاری ہے

اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ تم کن خطوط کا تذکرہ کر رہی ہو

وہ جن میں بہت زیادہ جانورون کے نام لکھے ہوئے تھے

ذرا پھر تو دہرانا سرگوشی کے الفاظ

ان خطوط کو بھی میرے پجاری کی میز پر رکھ دو ۔۔۔۔۔ یہ دشمن روحوں کی کار

گزاری ہے

کیا میں خوشی سے پاگل ہو جاؤں ۔۔۔ اوتو کی آواز جوش مسرت سے کانپ رہی تھی ۔

میں ۔۔۔ میں ۔۔۔۔ نہیں سمجھی جناب

اب تم میرے لیے ایک بہت ہی محترم ہستی ہو مادام سموناف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ ۔۔۔۔ میرا ۔۔۔ مضحکہ اڑا رہے ہیں جناب ۔۔۔۔ وہ جھینپ کر بولی

نہیں ہرگز نہیں ۔۔۔۔۔۔ میں بڑے خلوص کے ساتھ یہ باتیں کہہ رہا ہوں یہ مجھے چالیسواں سال جا رہا ہے اس روح کی پوجا کرتے ہوئے ۔۔۔ لیکن وہ آج تک مجھ سے مخاطب نہیں ہوئی ۔۔۔ تم خوش نصیب ہو مادام سموناف ۔۔۔۔ میں بھی خوش نصیب ہوں کہ اس روح نے تمہیں میڈم بنایا ہے

آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں

آہستہ آہستہ سمجھ جاؤ گی ۔۔۔۔ اوٹو نے کہا اور آنکھیں بند کر کے زیر لب کچھ بڑبڑانے لگا

رافیہ کی الجھن بڑھتی جا رہی تھی ۔۔۔ آخر کس روح نے اسے میڈم بنایا ہے اور کیوں ۔۔۔ یہ کیا چکر ہے ۔۔ ابھی تک وہ اوٹو ویلانی کو پاگل پیشہ ور نجومی سمجھتی تھی ۔ لیکن یہ روحوں والی بات اس کی سمجھ میں نہ آ سکی

دفعتاً اوٹو آنکھیں کھول کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا ۔۔۔ آؤ ۔۔۔۔ آؤ ۔۔ میرے ساتھ آؤ میں تمہیں سب کچھ بتا دونگا

وہ اسے دوسرے کمرے میں لایا ۔۔ یہاں دیواروں پر قدیم مصری اصنام کی تصویریں لگی ہوئی تھیں ۔۔۔ اور عجیب سی خوشبو فضا میں پھیل رہی تھی

بیٹھ جاؤ ۔۔۔ اوٹو ویلانی نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔۔۔ وہ بیحد سنجیدہ نظر آ رہا تھا

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پھر بولا ۔ یہ کہانی مصر کے ایک قبرستان سے شروع

ہوتی ہے۔ مجھے روحانیت سے دلچسپی تھی۔ زندگی کے مختلف ادوار میں مختلف جنونوں کا شکار رہا ہوں میں۔ کبھی جڑی بوٹیوں اک چکر۔۔ کبھی ستاروں اک خبط اور کبھی روحوں سے رابطہ قاء کرنے کا شوق۔ بہر حال ان دنوں میں روحانیت کے شوق میں مبتلا ہو گیا

ویلانی خاموش ہو گیا اور رافیہ ہمہ تن سوال بنی بیٹھی تھی

ویلانی نے دوبارہ سلسلہ گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا۔ وہ ایک بہت پرانی قبر تھی۔۔۔۔۔ مقبرے کی عمارت منہدم ہو چکی تھی اور زمین میں ایک جگہ غار سا تھا۔۔۔۔ میں اس میں اتر گیا۔۔ سکت بدبو اور گھٹن تھی۔۔ لیکن میں ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا ہی گیا

آخر اس طرح ایک بہت بڑے تابوت تک میری رسائی ہوئی۔ بدقت تمام میں اس کا ڈھکن کھول سکا۔۔۔ اس میں ایک حنوط کی ہوئی لاش تھی۔۔۔ اس دن میں نے ڈھکنے کو اسی طرح بند کر دیا اور چپ چاپ واپس آ گیا۔۔۔ دوسرے دن کیمرہ اور فلش گن لے کر گیا اور اس حنوط کی ہوئی لاش کی تصویر کھینچی اب جو اس قبر سے باہر آیا ہوں تو ایسا لگا کہ جیسے کوئی میرے ساتھ چل رہا ہو

اوٹو ویلانی کی آواز بتدریج گھٹ رہی تھی اور وہ جملہ دہرائے چلا جا رہا تھا

جیسے کوئی میرے ساتھ چل رہا ہو

وہ حیرت اور خوف سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ ویلانی کی آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا سر کرسی کی پشت پر گاہ پر ڈھلک گیا وہ غالباً بے ہوش ہو چکا تھا

رافیہ سموناف بوکھلا کر کھڑی ہو گئی

* * *

عمران جیسے ہی فلیٹ سے نکل کر زینے طے کرنے لگا کسی نے نام لے کر بلایا۔ وہ نیچے اترتے اترتے رک کر مڑا۔۔ ساتھ ہی گال پر کوئی ٹھنڈی سی چیز لگی اور وہ اچھل پڑا۔۔ زینوں پر اندھیرا تھا۔ پیر پھسلا تو بقیہ زینے پیر کو تکلیف کیے بغیر ہی طے کر ڈالے۔۔۔ نیچے فٹ پاتھ پر آ گرا۔۔ لیکن چوٹ کا احساس کسے تھا۔۔ بس وہ داہنے گال کو دبائے کھڑا تھا۔ ایاس لگ رہا تاھ جیسے کہ بے شمار ننھی ننھی چنگاریاں گال میں پیوست ہوگئی ہوں۔۔۔ یہ تکلیف اتنی شدید تھی کہ دوسری جسمانی تکالیف اس میں دب کر رہ گئیں۔۔۔۔ وہ ویسے ہی گال دبائے ہوئے اٹھا اور پھر زینوں کی طرف جھپٹا اور اندھیرے کیپروا کیے بگیر زینے طے کرتا ہوا اوپر کی طرف جانے لگا اوپر پہنچ کر اپنے فلیٹ کے دروازے پر دو ہتڑ چلانے شروع کر دیئے۔ سلیمان اندر تاھ سانے دروازہ کھول کر حیرت سے اسے دیکھا

عمران اسے دھکا دے کر غراتا ہوا بولا۔۔ دروازہ بولٹ کر دے

کیا بات ہے صاحب۔۔ سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا

دروازہ بولٹ کر دے۔۔ عمران آگے بڑھتا ہوا بولا

سلیمانے دروزاہ بولت کر دیا اور حیرت سے منہ پھاڑے عمران کو دیکھتا رہا

ابے پیاز۔۔۔ عمران دانت پر دانت جمائے ہوئے کراہا

سلیمان جھپٹتا ہوا اندر گیا اور پانی کا گلاس لیے ہوئے واپس آیا۔۔۔

عمران مسہری پر گر گیا۔۔۔ سلیمان کے ہاتھ میں گلاس دیکھ کر بھنا گیا

پیاس نہیں۔۔۔۔۔۔ پیاز۔۔۔۔۔ وہ حلق کے بل چیخا

پیاز۔۔۔۔ سلیمان نے متحیرانہ دہرایا۔ جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ پیاز سے کیا ہوگا۔ ڈاڑھ کے درد میں تو۔۔۔۔۔۔

او مردود۔۔۔۔ پیاز کچل کر۔۔۔ عرق۔۔۔ برانڈی میں

سبحان اللہ ۔۔۔ یا تو پئیں گے ہی نہیں ۔۔۔۔ یا پیاز کا عرق ملا کر ۔۔۔۔

خاموش ۔۔۔ عمران دہاڑا ۔۔۔ پھر خود ہی اٹھ کر باورچی خانے کی طرف جھپٹا ادھر ادھر ہاتھ مار کر کہیں سے پیاز کی گھٹلی نکالی اور خود ہی اسے کچلنے لگا

لایئے لایئے سلیمان بولا ۔۔۔ پیاز کے عرق سے نشہ نہیں اترتا ۔۔۔۔۔

او مردود ۔۔۔ خبیث ۔۔۔ خاموش رہ ۔۔ عمران مکا ہلا کر کراہا

اچھا ساحب کدو کے چھلکے سے بھی نشہ اتر جاتا ہے ۔ مجھے کیا ۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے برا سا منہ بنا کر کہا اور پیاز کچلنے بیٹھ گیا

عمران جوزف کے کمرے کی طرف بڑھا ۔ لیکن جوزف کو وہاں نہ پا کر تو اس کیا جان ہی نکل گئی جوزف سلیمان کی وجہ سے اپنی بوتلیں چھپا کر رکھتا تھا ۔ لہذا اس کی عدم موجودگی میں ان کا ڈھونڈ نکالنا کارے دارد

وہ پھر باورچی خانے میں واپس آیا ۔۔ اتنی دیر میں سلیمان نے پیاز کے عرق کی ایک خاصی مدرا ایک پیالی میں جمع کر لی تھی

اسپرٹ ۔۔۔ ہے اسپرٹ ۔۔ اس نے سلیمان سے پوچھا

ہاں ہے ۔۔ لیکن اس کا لیے سے چھپا کر رکھنی پڑتی ہے ۔ شیشوں کو صاف کرنے کے لیے لا کر رکھتا ہوں

ابے تو لا ۔۔۔ جلدی سے ۔۔۔ عمران اسی طرح دانت پر دانت جمائے ہوئے بولا ۔۔۔

تکلیف بے حد بڑھ گئی تھی

سلیمان عرق کی پیالی وہیں چھوڑ کر واپس چلا گیا ۔ جب آیا تو اسپرٹ کی بوتل اس کے ہاتھ میں تھی

عمران نے بوتل چھین کر اسے باہر دھکیل دیا اور جب وہ کچن کا دروازہ بند کر کے اسے بولٹ کر رہا تھا تو سلیمان کو بڑبڑاتے ہوئے سنا ۔۔ کچھ ٹھیک نہیں ہے آدمی کا

۔۔۔ کب کیا ہو جائے ۔۔۔ شراب نہیں ملی تو اسپرٹ اور پیاز کا عرق ۔۔۔ کہیں کلیجہ کاٹ کر نہ رکھ دے

عمران اس کی بکواس پر توجہ دیے بغیر پیاز کے عرق کی پیالی میں اسپرٹ انڈیلتا رہا پھر اس محلول سے رومال ؛تر کے گال پر رکھ لیا ۔۔۔ فوراً ہی ایسا معلوم ہوا کہ جیسے چنگاریوں پر پانی کے چھینٹے پڑ گئے ہوں

دروازہ کھولیے ۔۔۔ سلیمان نے باہر سے دروازے پر ہاتھ مار کر کہا

عمران خاموشی سے بار بار وہی عمل دہراتا رہا

اور ربلآ کر گال میں ٹھنڈک پڑ گئی ۔ سلیمان کی اوٹ پٹانگ بکواس جاری تھی ۔ پتا نہیں نشے میں ہیں یا نشے کے لیے یہ سب کچھ کر رہے ہیں

دفعتاً عمران دروازہ کھول کر باہر آیا ۔۔ لیکن داہنا گال اب بھی دبائے ہوا تھا ۔۔۔۔۔ اب تو باقاعدہ قسم کی کراہیں بھی نکل رہی تھیں

آخر بتاتے کیوں نہیں ۔۔۔ سلیمان نے جھلا کر پوچھا

آگ لگی ہوئی ہے گال میں

ہوا کیا ۔۔۔۔۔۔

زینے پر کسی نے گال پر کچھ کیا تھا

وہی ہوا آخر جس کا ڈر تھا ۔۔۔ سلیمانے ٹھنڈی سانس لے کر کہا

کیا ہوا ۔۔۔۔۔۔ عمران غرا کر پلٹا

مس چھوٹو بھائی ۔۔۔ آپ کو بری طرح گھورا کرتی ہے ۔ سلیمان نے رازدارنہ لہجے میں کہا ۔ آج تو زینے کا بلب ہی فیوز ہو گیا ہے شاید

ابے کیوں بکواس کرتا ہے ۔۔۔۔ ہائے ۔۔۔ ارے ۔۔۔ اوف ۔۔۔ میں کیا کروں

عمران اسی طرح کراہتا ہوا کمرے میں آیا ۔۔ اور پلنگ پر ڈھیر ہو گیا ۔۔۔ حقیقتاً

اب ذرا برابر بھی سوزش باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن وہ پہلے سے بھی زیادہ بے چینی ظاہر کر رہا تھا

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

☆

رافیہ سمو ناف دبے پاؤں سبز کمرے میں داخل ہوئی۔ ہوٹل سے چلتے وقت اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ اوٹو ویلانی سے اس کہانی کا بقیہ حصہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرے گی خواہ مخواہ خود کو سراسیمگی کے حوالے کر دینے کا کیا فائدہ

پچھلے دنوں ویلانی کے بے ہوش ہو جانے کے بعد وہ کیسی بدحواس ہوئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ بڑی دیر تک تو وہ خود بھی سکتے کی سی حالت میں رہی پھر ویلانی خود بخود ہی ہوش میں آیا تھا

اور اس نے رافیہ سے بڑی نحیف آواز میں کہا تھا کہ وہ اپنے ہوٹل واپس جا سکتی ہے

اور وہ بے چون چرا اس کو اسی حالت میں چھوڑ کر اپنے ہوٹل واپس آ گئی تھی

پھر اسے نہیں معلوم کہ اس کے بعد اوٹو ویلانی کس حال؛ میں رہا تھا

اس وقت سبز کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر ایک قد آدم تصویر پر پڑی تھی جو کہ اس سے پہلے اس کمرے میں نہیں تھی یہ فوٹو گراف ہی تھا۔ پینٹنگ نہیں تھی

وہ دروازے کے قریب ہی اسے رک کر دیکھتی رہی

حنوط کی ہوئی لاش کی تصویر۔۔۔ اس سے پہلے بھی ایسے تصویریں بہت دیکھ چکی تھی۔۔۔ وہ لاپرواہی سے اپنی میز کی طرف بڑھنے ہی والی تھی کہ دفعتا وہیں ٹھٹک گئی۔۔۔ وہ تصویر۔۔ ایسی صورت پہلے کہاں دیکھی تھی کس جاننے والی مشابہت رکھتی ہے۔۔ وہ سوچنے لگی۔ ہونٹوں کی بناوٹ نکیلی ناک۔۔۔۔ اور گالوں کی ہڈیوں کا ابھار۔۔۔ اونہہ۔۔۔ وہ بڑبڑائی اور اپنی میز پر آ بیٹھی۔ کام شروع کرنے سے پہلے وینٹی بیگ سے آئینہ نکال کر میک اپ کا جائزہ لینے کی عادت تھی۔ اس وقت غیر ارادی طور پر آئینہ وینٹی بیگ سے نکال لیا۔ اور پھر بری طرح چونکی۔ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی

اب اسے احساس ہوا کہ مشابہت تو خود اس سے تھی۔ ہونٹوں کی بناوٹ وہی تھی۔ گالون کی ہڈیوں کے ابھار بھی ویسے ہی تھے۔ حتکہ اگر وہ اپنے بال اوپر کی طرف سمیٹ لیتی تو پیشانی کی بناوٹ بھی اس سے مختلف نہ تھی

پتا نہیں کیوں اس کے پیر کانپنے لگے تھے اور جسم خالی خالی سا محسوس ہونے لگا تھا

دفعتاً وہی نرم سی سرگوشی کمرے کی فضا میں گونجی

ڈرو نہیں تم میری پرچھائی ہو۔۔۔ میں تمہارے ہی توسط سے دنیا پر دوبارہ حکومت کرونگی میرے پجاری اوٹو ویلانی سے کبھی الگ نہ ہونا اور اپنی پاکیزگی بھی برقرار رکھنا۔۔۔۔ تم میری پرچھائیں ہو۔۔۔۔ تم میری پرچھائیں ہو

سرگوشی بتدریج مدھم ہوتی ہوئی کمرے کے سکوت میں مدغم ہوگئی وہ چند لمحے تو بے حس و حرکت وہیں کھڑی رہی پھر بے تحاشا راہداری میں نکل آئی

آج شاید پہلی بار وہ اوٹو ویلانی کو اس طرح آوازیں دے رہی تھی

مسٹر ویلانی۔۔۔ مسٹر ویلانی۔۔۔۔ آپ کہاں ہیں۔۔۔۔ مسٹر ویلانی۔۔۔۔۔

راہداری کے سرے پر ویلانی دکھائی دیا جو کہ غالباً اس کی آواز سن کر کسی کمرے میں سے نکلا تھا

کیا بات ہے کیا بات ہے۔۔ وہ رافیہ کی طرف جھپٹا

لیکن اب رافیہ بت بنی کھڑی تھی

کیا بات ہے سموناف۔۔۔۔۔۔۔

وہ صرف اس کی طرف دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ کچھ کہنا چاہا۔ لیکن الفاظ نہ ملے

کیا تم خوفزدہ ہو۔۔۔ اوٹو نے پوچھا

رافیہ نے نفی میں سر کو جنبش دی

پھر کیا بات ہے

سرگوشی۔۔۔۔ وہی سرگوشی۔۔۔۔ وہ بدقت کہہ سکی

اوہ کب کیسے۔۔۔ مجھے بتاؤ۔۔۔ اور ادھر آؤ

ویلانی کی آواز میں اضطراب تھا

وہ اس کا بازو پکڑ کر اسے ڈرائینگ روم میں لایا۔ اتنی دیر میں وہ بھی اپنے حواس پر قابو پا چکی تھی

مجھے بتاؤ۔۔۔ بے بی کیا ہوا تھا۔۔ ویلانی کچھ دیر بعد کہا

رافیہ نے کانپتی ہوئی آواز میں کچھ دیر کے بعد پہلے کا واقعہ دہرایا۔ ویلانی سر جھکائے سنتا رہا۔ کہانی کے بعض حصوں پر اس نے تفہیمی انداز میں سر کو جنبش بھی دی تھی

کچھ دیر خاموشی رہی۔۔۔ پھر وہ طویل سانس لے کر بولا۔۔۔ میں نے ہی وہ تصویر کمرے میں لگائی تھی۔ یہ اس روح کے جسم کی تصویر ہے جس کا تزکرہ کل میں نے تم سے کیا تھا۔ میں اسے ابھی تسلیم کرتا ہوں۔۔ کہ وہ تم سے مشابہت رکھتی ہے لیکن یقین کرو کہ میں نے یہ سب کچھ اسی روح کے اشارے پر کیا ہے

روح کے اشارے پر۔۔۔۔

ہاں۔۔۔ بے بی کل میں اپنی کہانی پوری نہیں ل کر سکا تھا۔۔ ہوسکتا ہے

کہ اس مہربان روح نے اس واقعہ کو اپنے طور کر حل کرنا چاہا ہو۔ بہر حال اب سنو ۔ وہ روح س واقعے کے بعد سے میرے ساتھ رہی ہے۔۔ میں ہر وقت محسوس کرتا تھا جیسے کہ تنہا نہیں ہوں کبھی کبھی تو خوف بھی معلوم ہوتا تھا۔ عجیب سی ذہنی کیفیت سے دو چار تھا ان دنوں۔ اس ذہنی انتشار سے پیچھا چھڑانے کے لیے میں نے ایک عرب عامل سے رجوع کیا اس کی کوششوں کے بعد میرے اور روح کے درمیان گفت و شنید کے لیے کچھ اشارے مقرر کیے گئے۔۔۔ انہیں اشاروں سے اس روح نے مجھیمطلع کیا۔۔ کہ میں اس کے لیے مناسب جسم تلاش کروں۔۔۔ بڑا مسئلہ تھا دشوار جسم کا۔۔ مطلب میں یہی سمجھ سکا کہ وہ جسم اس کی حنوط کی ہوئی لاش سے مشابہت

رکھتا ہو۔ کئی سال تک دنیا کے مختلف حصوں کی خاک چھانتا رہا۔ اور آخر کار میری کوش قسمتی کہ تم مجھے لبنان میں نظر آ گئیں۔ ادھر روح نے اشارون میں مجھے بتایا کہ ٹھیک ہے یہی مناسب رہے گی۔ میں نے تمہیں کبھی کچھ نہ بتایا۔ لیکن اب روح خود یہ چاہتی ہے کہ تمہیں بتا دیا جائے

ابھی تک وہ اشاروں میں مجھ سے گفتگو کیا کرتی تھی۔ لیکناب یہ گفتگو تمہارے توسط سے الفاظ میں ہوا کرے گی تم مجھ سے اکثر سبز کمرے کے متعلق پوچھتی رہی ہو ۔۔۔ لیکمیں تمہیں کبھی بھی کچھ نہیں بتا سکا تھا۔ اب جب کہ تم باقاعدہ طور پر اس راز میں شریک رہی ہو۔۔ اس لیے کوئی وجہ نہیں ہے کہ تمہیں اس کے بارے میں لاعلم رکھا جائے۔ میں جہاں بھی قیام کرتا ہوں۔ مجھے روح کے لیے ایک کمرہ مخصوص کرنا پڑتا ہے۔ جہاں ہر چیز سبز رنگ کی ہوتی ہے۔ یہ بھی روح کی ہدایت کے مطابق ہی ہوتا ہے

وہاں سبز رنگ کے علاوہ کوئی دوسارا رنگ داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ روح کی ہدایت کے مطابق ہی تم اب تک اس کمرے میں بٹھائی جاتی رہی ہو۔۔ یہ تو میں نے پہلے ہی دن محسوس کر لیا تھا کہ تمہارے میک اپ میں روژ اور لپ اسٹک موجود نہیں ہوتی۔ قدیم مصری خواتین کی طرح تم صرف لپ اسٹک اور کاجل پر ہی اکتفا کرتی ہو۔ اگر لپ اسٹک بھی استعمال کرتی ہوتی تو مجھے تم سے درخواست کرنا پڑتی کہ لپ اسٹک استعمال نہ کرو

ویلانی خاموش ہو گیا۔۔ رافیہ کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا

لیکن یہ سب کیوں ۔۔۔۔ یعنی میری پوزیشن کیا ہو گی

گریٹ ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا ۔۔۔۔ کل تک تمہاری حیثیت ایک ملازم کی سی تھی ۔۔۔ لیکن آج میں تمہیں خود سے برتر سمجھتا ہوں

۔ اب میرے بزنس میں تمہاری حیثیت ایک حصہ دار کی سی ہو گی

یہ بزنس ۔۔۔۔۔

ہاں ۔۔۔۔۔ اب روح ہمیں دنیا کے ان رازوں سے آگاہ کرے گی جن کا علم کسی کو بھی نہیں

تو اس سے کیا ہو گا

بالکل صحیح قسم کی پیشن گوئیاں کی اج سکیں گی ۔ ابھی تک میں علم کا سہارا لیات رہا ہوں ۔ لیکناب سارے مسلے بآسانی حل ہو جائیں گے ۔۔۔ علم نجوم میں تو بعض اوقات حساب کی غلطی کی بنا پر بڑی بڑی لغزشیں ہو جاتی ہیں ۔ لیکن اب دنیا کا سب سے بڑا کاہن بھی پیشن گوئی میں میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا ۔۔ بے بی سمونا ف اب ہم دونوں دنیا کی عظیم ترین ہستیاں ہیں ۔۔۔۔۔ لیکن مجھ سے زیادہ تم عظیم ہو ۔ اب میں تمہیں سلام کرتا ہوں

* * *

ڈاکٹر پر ڈاکٹر آرہے تھے۔ لیکن عمران تھا کہ سر تکیے پر برابر پٹخے جا رہا تھا۔ ۔ وہ ڈاکٹر بھی آئے جنہوں نے کیپٹن فیاض کو دیکھا تھا۔ لیکن پہلے ہی کی طرح اس کیس میں بھی ناکام رہے عمران کی تکلیف کے پیش نظر مارفیا کے انجکشن لگانے کی تجویز پیش کی گئی لیکن عمران کراہ کراہ کر کہتا رہا۔ جب آج تک ویسے افیون نہیں کھائی تو انجکشن کی شکل میں لے کر کیوں عاقبت خراب کروں۔ ۔ ۔ نہیں۔ ۔ ۔ نہیں کوئی اور صورت نکالی جائے

فیاض بھی عیادت کے لیے آیا تھا۔ اس نے اسے مشورہ دیا کہ ہسپتال میں داخل ہو جائے

ہرگز نہیں وہاں اکثر مردے بدل جاتے ہیں۔ ۔ ۔ عمران کراہ کر بولا

فضول بکواس مت کرو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں تماہرے داخلے کا بندوبست کر چکا ہوں

میں یہیں اسی فلیٹ میں مرنا چاہتا ہوں

فیاض غالبا یہ معلوم کرنے کے لیے بے چین تھا کہ عمران کو بھی وہاں سے کوئی اس قسم کی ہدایت ملی ہے یا نہیں جیسی کہ اسے ملی تھی موقع ملتے ہی اس نے اس سے اس کے بارے مینپوچھا

خدا کرے نہ ملے۔ ۔ ۔ ہدایت۔ ۔ عمران کانپتا ہوا بڑبڑایا ورنہ میں اس پر عمل کیسے کرونگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہاں رکھ ہے وہ لفافہ میرے پاس۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیپٹن فیاض میری موت کی زمہ داری تم پر ہوگی

فیاض کچھ نہ بولا۔ پہلے ہی خود کو چور چور سا محسوس کر رہا تھا

عمران کراہ کر بڑبڑاتا رہا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دوسرے کے پھٹے میں ٹانگ اڑانے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ ۔ ۔ اے اللہ اب تو مجھے عقل عطا فرما۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ارے مجھے کیا ضرورت تھی خواہ مخواہ اس چکر میں پڑنے کی

کہتا تو ہوں کہ ہسپتال میں داخل ہو جاو۔۔۔فیاض جھلا کر بولا

تمہارا کیا بنا تھا ہسپتال میں

میں گھر پر تو صحت یاب نہیں ہوا تھا۔ دراصل اب مجھے اپنا یہ خیال درست معلوم نہیں ہوتا کہ میری بے ہوشی کے دوران کسی نے مجھ پر اس زہر کا توڑ آزمایا ہو۔ بلکہ ممکن ہے کہ یہی ان ادویات کا اثر ہو جو کہ ڈاکٹر استعمال کراتے رہے تھے

لیکن مورفیا کے انجکشن تو ضرور ہی لگیں گے

ارے تم خواہ مخواہ ہی بحث کیوں کرتے ہو۔ زبردستی اٹھوا لے جاونگا۔ ابھی فون کرتا ہوں ایمبولینس گاڑیوں کے لیے

نہیں۔۔۔اس نے جوزف کی بھرائی ہوئی آواز سنی اور چونک کر مڑا

جوزف دروازے میں کھڑا اسے گھور رہا تھا۔۔

کیا مطلب۔۔فیاض آنکھیں نکال کر بولا

مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ مس چھوٹو بھائی

ابے کیا بکتا ہے۔۔۔عمران حلق پھاڑ کر دہاڑا

تم چپ رہو باس۔۔۔تم ان معاملات کو نہیں سمجھ سکتے

ہائے۔۔عمران بے بسی سے کراہا

یہ میں جانتا ہوں۔۔۔جوزف سینے پر ہاتھ رکھ کر بولا میں جانتا ہوں کہ کیا ہوا ہوگا ۔اس خنزیر کی بچی نے پہلے مشکولی چبائی ہوگی۔ پھر سبزی کی پتیاں چبا کر تمہارا بوسہ لیا ہوگا

ابے۔۔۔کیوں۔۔ہائے۔۔عمران نے کمزوری آواز میں کراہ کر آنکھیں بند کر لیں اب فیاض کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی جوزف کی طرف

جوزف کے پیچھے سلیمان بھی کھڑا نظر آیا

جی ہاں کپتان صاحب۔ اس نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا۔ مس چھوٹو بھائی

بہت عرصے سے صاحب کے چکر میں ہے ۔ کبھی مسکراتی ہے ۔۔ کبھی سیٹیاں بجاتی ہے ۔۔۔ اور کبھی ۔۔۔۔ ابے چپ ۔۔۔ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا

نہیں تم بتاؤ کیا بات ہے ۔ فیاض نے سلیمان سے کہا

بس کیا بتاؤں صاحب ۔۔۔۔ جب میں نے کالیے سے اس کے متعلق بتایا یہ کہنے لگا ٹھیک ہے ۔ اس نے ہی انتقام لینے کے لیے ایسا کیا ہو گا ۔۔۔۔ اور پھر شام ہی کو میں نے اسے زینے کے بلب کو چھیڑتے ہوئے دیکھا تھا

یہ کون ہے مس چھوٹو بھائی ۔۔۔ فیاض عمران کی طرف مڑا

انہیں کم بختوں سے پوچھو ۔۔۔۔ میرے تو فرشتوں کو بھی علم نہیں

تم بہت بھولے ہو باس ۔۔۔ جوزف بول پڑا ۔۔۔ یہ عورتوں کا معاملہ ہے اس لیے اپنے عقل نہ چلاؤ

اچھا بدمعاشوں تم ہی اپنی عقل کو چلاؤ ۔ عمران انہیں گھونسہ دکھا کر بولا

اسی گیلری کے تیسرے فلیٹ میں رہتی ہے ۔۔ سلیمان نے فیاض سے کہا۔

کیا عمر ہے

اجی بس یہی سولہ سترہ برس ۔۔۔۔ آفت کی پڑیا ۔۔۔ ماں کے پیٹ میں بھی پتا نہیں کیسے رہی ہو گی سالی ۔۔۔۔ وہ سیٹیاں بجاتی ہے ۔ وہ شور مچاتی ہے کہ خدا کی پناہ

عمران لیٹا لیٹا ہوا ہولے ہولے کراہتا رہا

کیوں فیاض نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔۔۔ اب بتاؤ کیا خیال ہے

ارے چھوڑو میرا پیچھا ۔۔ تم لوگ ۔۔۔۔ خدا سمجھے

یا پھر دوسری بات ہو سکتی ہے ۔ جوزف جو ابھی تک سوچتا رہا پر تشویش لہجے میں بولا ۔۔ خیر خیر ۔ اسے بھی دیکھا جائے گا ۔۔۔۔ میں ابھی آیا ۔۔۔ باس تم یہاں سے ہرگز کہیں نہ جان

وہ فلیٹ سے باہر نکلا۔۔۔۔فیاض احمقانہ انداز میں دروزاے کی طرف دیکھتا رہا۔۔۔پھر سلیمان کی طرف دیکھ کر آہستہ سے بولا۔۔میرے ساتھ آو

سلیمان اس کے پیچھے بیرونی گیلری تک آیا

اب بتاو کیا بات ہے

مس چھوٹو بھائی

کیا ہوا تھا

زینے پر اندھیرا تھا۔۔۔باہر جانے کے لیے نکلے تھے۔۔پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ ڈاڑھ دبائے چیختے ہوئے واپس آئے۔ کہنے لگے۔اندھیرے میں گال پر کچھ ہوا ہے۔۔۔آگ لگی ہوئی ہے۔۔۔پھر اسپرٹ میں پیاز کا عرق ملا کر پی گئے۔۔۔

ہوں۔۔۔۔اور وہ لڑکی۔۔۔۔کیا اس وقت تمہیں وہ بھی دکھائی دی تھی

نہیں جناب عالی۔۔۔وہ تو نہیں دکھائی دی تھی

اور یہ تمہارا ہی خیال ہے کہ اسی نے کچھ کیا ہوگا

جی ہاں

کس بنا پر

جی بس وہ۔۔۔۔یعنی کہ۔۔۔میں نے اکثر دیکھا ہے۔۔وہ صاحب کو دیکھ کر مسکراتی ہے اپنی طرف متوجہ کرنے کیلیے سیٹیاں بجاتی ہے

اور یہ حضرت

ارے یہ حضرت۔۔۔۔۔اسی لائق ہوتے تو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا

۔۔۔۔۔۔

فضول باتیں مت کرو۔۔۔۔کا ے وہ اس سے بات چیت کے لیے رکتا تھا

نہیں جناب کبھی نہیں۔۔۔۔میں نے تو کبھی نہیں دیکھا۔یہ تو شاید جانتے بھی

نہ ہونگے کہ وہ سارا غل غپاڑہ انہیں کے لیے ہوتا ہے

فیاض کچھ دیر بعد بولا۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے آفس میں یا گھر پر فون کر کے بلوا لینا

فیاض چلا گیا۔۔۔ سلیمان کمرے میں واپس آیا

عمران گال دبائے اکڑوں بیٹھا تھا۔۔۔ سلیمان کو دیکھتے ہی برس پڑا

ابے یہ تم دونوں نے۔۔۔۔۔۔ مس چھوٹو بھائی کا ک کیا قصہ نکالا تھا

میں کیا جانوں۔۔۔ اس کے لیے کالیے سے پوچھیے۔۔۔۔۔۔ میں نے تو شبہ ظاہر کیا تھا۔ کہنے لگا ٹھیک ہے یہی ہوگا۔۔۔ یہ پتی چبائی وہ پتی چبائی اور پیار کرنے کے بہانے گال پر تھوک کی پچکاری چھوڑ دی ہوگی جو کہ کھال سے گزرتا ہوا گوشت میں پیوست ہو گیا۔ آگ لگ گئی تھی گال میں۔ اپنے خالہ زاد بھائی کا قصہ بھی سنایا تھا کہ کیسے ایک لڑکی نے اس کے ساتھ بے وفائی کا اس سے انتقام لیا تھا

بکواس بند کرو۔۔۔۔ اب اگر اس قسم کی کوئی بات کسی کے سامنے زبان سے نکالی تو کھال گرا دوں گا

اچھا وہی تھی ناں صاحب۔۔ سلیمان نے راز دارنہ لہجے میں پوچھا

او خبیث۔۔۔۔۔ دور ہو جاو یہاں سے۔۔۔ عمران گھونسہ دکھا کر دہاڑا

سلیامن برا سا منہ بناتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا

عمران آنکھیں بند کر کے لیٹا ہوا پھر کراہا۔ دو دن سے یہ کھیل جاری تھا۔ لیکن ابھی تک ان ان نامعلوم آدمیوں کی طرف سے کسی قسم کا کوئی پیغام نہیں ملا تھا

فیاض کو اسی قسم کی سزا اسی لیے ملا تھا کہ وہ ان کے طلب کرنے پر پلاسٹک کا لفافہ مہیا نہیں کر سکا تھا اس کے ساتھ ہی وارننگ بھی ملی تھی کہ اگر اس نے وہ لفافہ ان کے حوالے نہ کیا تو اس اذیت سے کسی طرح بھی چھٹکارا نہ پا سکے گا

یہاں ابھی تک ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ پھر آخر کار اس اذیت دہی کا مطلب

کیا تھا

کیا وہ لوگ اس سے باخبر ہو گئے تھے کہ اس نے اپنا علاج خود ہی کر لیا ہے

عمران آنکھیں بند کیے پڑا سوچتا رہا۔ لیکن اس دوران میں ہلکی ہلکی کراہیں اس کے حلق سے آزاد ہوتی رہی تھیں ۔۔ جیسے وہ سچ مچ کسی بہت بڑی اذیت میں مبتلا ہو کر ضبط کے باوجود بھی اس کا اظہار نہ ہونے دینے میں کامیاب نہ ہو پا رہا تھا

دفعتا جوزف کمرے میں داخل ہو کر بولا۔ کیا تم جاگ رہے ہو باس

کیوں کیا ہے۔ عمران کا لہجہ جھلاہٹ سے پاک نہیں تھا

سب ٹھیک ہو جائے گا باس۔ وہ آ گئی ہیں۔

کون ۔۔۔۔۔۔۔

مادام سمو ناف رافیہ ۔۔۔۔۔۔ جن کی ماں عرب تھیں اور باپ ایک جلاوطن روسی ۔۔ ڈرائینگ روم میں بیٹھی ہیں ۔۔۔۔۔۔

کیا بک رہا ہے

میں پہلے بھی ان کا تذکرہ کر چکا ہوں ۔۔ وہ پروفیسر اوٹو ویلانی کی سیکرٹری ہیں ۔ میں نے ان سے تمہارا تذکرہ کیا تھا۔ انہوں نے پروفیسر کے مشورے سے یہاں آنا منظور کر لیا تھا

مگر تو انہیں کیوں لایا ہے ۔۔۔۔

اپنے علم کے ذریعے پتا لگا لیں گی کہ تم پر کس قسم کی روح کا حملہ ہوا ہے

اور وہ مس چھوٹو بھائی ۔۔۔۔۔ عمران آنکھیں نکال کر بولا

ارے باس ۔۔ جوزف نے دانت نکال دیے ۔۔ سلیمان نے مجھے بہکا دیا تھا۔ یہ سو فیصدی کسی بری روح کی حرکت ہو سکتی ہے

اچھا تو پھر ۔۔۔۔۔

مادام رافیہ سمو ناف تمہیں بس ایک نظر دیکھنا چاہتی ہیں

عینک لگاتی ہیں یا نہیں ۔۔۔

نہیں ۔۔۔۔ کیوں ۔۔۔

آجکل میں الیکٹرو مائیکرو اسکوپ ہو رہا ہوں

بس اب چپ رہو باس میں انہیں یہاں لا رہا ہوں

جیسی تیری مرضی ۔۔۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بے بسی سے بولا

جوزف کمرے سے چلا گیا اور عمران نے پھر کراہتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں

کچھ دیر بعد قدموں کی چاپ سن کر آنکھیں کھولنی ہی پڑیں

جوزف کے قریب ایک دلکش لڑکی نظر آئی جس کے جسم پر سبز رنگ کا لبادہ تھا اور سبز ہی رنگ کے رومال میں سر کے بالوں کو اس طرح سمیٹا گیا تھا کہ وہ پگڑی سی لگنے لگی تھی پیروں میں بھی سبز رنگ کے سینڈل تھے

عمران نے اٹھنا چاہا۔ لیکن وہ ہاتھ اٹھا کر نرم لہجے میں بولی ۔۔۔ ا

˜ آپ لیٹے رہیے

شکریہ کہہ کر عمران نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش نہیں کی

آنکھیں بند کر لیں اور ہولے ہولے کراہتا رہا

کس طرف تکلیف ہے ۔۔۔ لڑکی نے آہستہ سے جوزف سے پوچھا

جوزف نے اسی گال کی طرف اشارہ کیا جس پر عمران ہاتھ رکھے ہوئے تھے

ذرا پل بھر کے لیے ہاتھ ہٹا لیجیے۔ اس نے عمرا سے کہا

عمران نے کراہا کر آنکھیں کھولیں اور اس گال پر سے ہاتھ ہٹا لیا اور وہ اسے دیکھتی رہی اور تھوڑی دیر بعد بولی ۔۔ پروفیسر کا خیال درست معلوم ہوتا ہے ۔ یہ کسی روح کی کارگزاری نہیں معلوم ہوتی

پھر ۔۔۔۔

ان کے کسی دشمن کی حرکت ہے ۔۔۔ کوئی زہریلا مادہ جلد میں پیوست ہو گیا ہے

یہ بھی یہی کہتے ہیں۔ اندھیرے میں کوئی ٹھنڈی چیز گال سے مس ہوئی تھی اور پھر وہ ٹھنڈک سوزش میں تبدیل ہو گئی تھی

بہر حال اگر یہ انسانی کارنامہ ہے تو پھر ادویات کا ہی سہارا لینا پڑیگا۔

لڑکی بولی۔۔۔۔

پتا نہیں کتنے انجکشن لگ چکے ہیں اب تک۔ لیکن ابھی تک تو کوئی فائدہ نہیں ہوا

جوزف گھگھیا کر بولا۔ آپ ہی کچھ کیجیے ان کی تکلیف تو مجھ سے دیکھی نہیں جاتی

کیا تم انہیں ہماری قیما گاہ تک لے چلو گے۔۔ پروفیسر جڑی بوٹیوں کے بھی ماہر ہیں

کیوں باس چل سکو گے۔۔ جوزف نے عمران سے پوچھا

مجھ سے تو ہلا بھی نہیں جاتا۔ عمران نے دردناک لہجے میں کہا

ہمت کیجیے۔ لڑکی نے بے حد نرم لہجے میں کہا

کہاں جانا ہو گا

تم فکر نہ کرو باس میں ان کی کوٹھی کا راستہ جانتا ہوں۔۔۔

اچھی بات ہے۔۔۔ میں لباس تبدیل کر لوں

ارے کیا کرو گے باس۔۔ جوزف جلدی سے بولا۔ تم تو سلیپنگ سوٹ میں بھی اچھے لگتے ہو

شٹ اپ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اٹھ کر اس کمرے میں آیا۔ جہاں ایکس ٹو والا پرائیویٹ فون رکھا تھا

دانش منزل کے نمبر ڈائیل کر کے بلیک زیرو کو مخاطب کیا

میں دس منٹ کے بعد اپنے فلیٹ سے نکلوں گا۔ ایک سبز پوش غیر ملکی لڑکی میرے ساتھ ہو گی۔ جوزف بھی ہو گا۔ ہمارا تعاقب کیا جائے اور ہم جس عمارت میں داخل ہوں۔ اس وقت تک اسکی کڑی نگرانی کی جائے جب تک کہ ہم دوبارہ باہر نہ آئیں

او کے سر ۔۔۔ دوسری طرف ۔۔۔ سے آواز آئی اور عمران نے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا

جوزف اسے ٹیکسی پر لایا تھا جو کہ واپسی کے لے بھی انگیج کر لی گئی تھی لہذا فلیٹ سے نیچے آتے ہی وہ روانہ ہو گئے

عمران برابر کراہے جا رہا تھا ۔۔۔ جوزف اور رافیہ خاموش تھے

کچھ دیر کے بعد ٹیکسی موڈل کالونی کیا یک شاندار عمارت کے پھاٹک میں داخل ہوئی ۔ عمران بڑبڑانے لگا ۔ پتا نہیں کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھانی پڑیں گی ۔ دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو کہ صحیح طور پر میری دکھیا حل کر سکے ۔۔۔ کاش میں ایک ننھا منھا بچہ ہوتا ماں کی گود میں

آخری جملہ کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی ۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ جیسے وہ اپنی بے ساختہ قسم کی ہچکیوں کو دبانے کی کوشش کر رہا ہو ۔ لیکن کامیابی نہ ہو رہی ہو

ارے ارے نہیں ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔ رافیہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی

باس کے ماں باپ کوئی نہیں ہیں ۔ جوزف نے اگلی سیٹ سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا ۔ غالباً اس نے بھی یہ جھوٹ محض اس لیے بولا تھا کہ رافیہ کی نظروں میں وہ اور زیادہ رحم کا مستحق ہو جائے

سب ٹھیک ہو جائے گا ۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ۔ رافیہ عمران کا شانہ تھپتھپاتی ہوئی بولی ۔ بس پھر کیا تھا عمران کی ہچکیاں دھاڑوں میں تبدیل ہو گئیں

ٹیکسی پورچ میں رک چکی تھی ۔ لیکن وہ سب بیٹھے ہی رہے ۔ عمران کبھی اردو میں دھاڑیں مارتا تھا اور کبھی انگریزی میں

البتہ جوزف کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے عربی میں سمجھائے یا انگریزی میں

بدقت تمام وہ اسے گاڑی سے اتارنے میں کامیاب ہوا ۔۔۔ اور سب

ڈرائینگ روم میں آئے۔ جوزف نے عمران کو سہارا دے رکھا تھا

آپ لوگ بیٹھیں۔۔۔ رافیہ نے اندرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

میں پروفیسر کو اطلاع دینے جا رہی ہوں

وہ چلی گئی اور جوزف رونی سی شکل بنائے عمران کی طرف دیکھتا رہا

عمران کی آنکھیں بند تھیں اور کراہیں جاری۔۔ کچھ دیر کے بعد رافیہ واپس آئی۔

جوزف نے بھی اس کی آنکھوں میں عمرن کے لیے رحم دلی کی جھلکیاں دیکھیں

رافیہ نے جوزف سے کہا۔ میں مریض کو دوسرے کمرے میں لے جاؤں گی۔ تم یہیں بیٹھو گے

بہت اچھا مادام۔۔۔ جوزف نے کھڑے ہو کر بڑے ادب سے کہا

رافیہ نے عمران کا بازو پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا چلیے

عمران نے احمقانہ انداز میں سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور لڑکھڑاتا ہوا چلنے لگا۔

دوسرے کمرے میں بس اتنی ہی روشنی تھی کہ دونوں ہی متحرک سائے معلوم ہونے لگے تھے۔ ایک دوسرے کے خد و خال نہیں دیکھ سکتے تھے

یہاں بیٹھ جائیے۔ رافیہ نے اسے ایک کرسی کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔۔۔ ٹھیک ہے۔ اب آپ یہاں تنہا ہونگے اور پروفیسر کی آواز بخوبی سن سکیں گے

روشنی تو کرتی جائیے۔۔۔۔ عمران نے کراہ کر کہا

آواز اندھیرے میں بھی سنی جا سکتی ہے آپ کی بھلائی اسی میں ہے۔ کچھ دیر کے لیے اندھیرا برداشت کرنا پڑے گا

جی بہت اچھا۔ عمران نے سعادتمندانہ انداز میں کہا

رافیہ اسے وہیں چھوڑ کر چلی گئی

دفعتاً ایسی آواز آئی۔ جیسے کوئی بہت دور سے کسی کو پکار رہا ہو پھر آہستہ آہستہ وہ آواز قریب آتی گئی۔ اب عمران اسے بخوبی سن سکتا تھا

سارے خانے خالی ہیں۔ سارے خانے خالی ہیں۔۔ آسیب نہیں ہوسکتا۔۔۔۔ اس معاملے میں کسی کی بھی روح کو کوئی دخل نہیں ہے۔۔۔۔ سو فیصدی کسی آدمی کا کارنامہ۔۔۔۔ کیا تم سن رہے ہو۔۔۔۔۔۔ جواب دو

میں سن رہا ہوں۔۔۔ عمران روہانسی آواز میں بولا۔۔۔۔ خدا کے لیے مجھے اس اذیت سے نجات دلا دو

تمہاری بات بھی میرے کانوں تک پہنچ گئی ہے۔ آواز آئی۔ چند لمحے خاموش رہی ۔ پھر کہا گیا۔ یہ کسی ایسے آدمی کی حرکت ہے جس کی کوئی قیمتی چیز تمہارے پاس ہے۔

آنٹی حمیدی کی انگوٹھی ہوسکتی ہے۔۔ اچھی لگی تھی پار کرا لایا تھا

نہیں۔۔ انگشتریوں اور نگینوں کا خانہ خالی ہے

خالی ہی رہنے دو۔۔۔۔ انگوٹھی تو اب واپس ہونے سے رہی

سنجیدگی سے سوچو۔۔ وہ کون سی چیز ہے جس کی واپسی کے لیے تمہیں دھمکیاں ملتی رہی ہیں

آنٹی حمیدہ کو پتا ہی نہیں۔۔۔۔ دھمکیاں کاہے دیں گی۔۔۔۔۔ ہائے۔۔۔۔۔۔ ارے۔۔۔ مرا۔۔۔۔۔ اوہ خدا کے لیے میرا علاج کرو

علاج ہو جائیگا۔۔۔۔ لیکن میرے حساب سے تو تم اس کے بعد بھی محفوظ نہ رہ سکو گے۔۔۔ اس بار شاید اس سے بھی زیادہ خطرناک حربہ استعمال کرے

ارے پھر میری عقل تو ٹھکانے آئے گی۔۔۔۔۔ پھر سوچوں گا کہ میں نے کسی کی کیا چیز دبائی ہوئی ہے۔۔۔۔ اف مرا۔۔۔۔۔۔ اف فوہ۔۔۔ اب تو جلن کچھ اور ہی زیادہ بڑھ گئی ہے

تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔۔۔۔۔۔۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا۔ کہہ چکا۔۔ اپنے ہر فعل کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔ لیکن میں بلا معاوضہ کوئی کام نہیں کرتا۔ تمہارے علاج کی قیمت پانچ سو روپے ہو گی

مجھے منظور ہے

اچھا تو پھر اسی کمرے میں واپس جاو ۔۔رقم رافیہ سموناف کے ہاتھ پر رکھو ۔علاج بھی وہی کرے گی ۔۔۔خدا حافظ

کمرے کی فضا پر وہی پہلے کا سا بوجھل سکوت طاری ہو گیا

عمران اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا ڈرائینگ روم میں واپس آیا

کیا ہوا ۔۔۔رافیہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی

پانچ سو روپے تو اس وقت نہیں ہیں میرے پاس ۔۔۔۔پھر کیا میں یہاں سے بے نیل و مرام واپس جاونگا

میں نہیں سمجھی

عمران معالجے کی شرائط دہراتا ہوا گڑگڑایا ۔خدا کے لیے کچھ کرو ۔ورنہ میں شاید اب دوبراہ خودکشی کرلوں

میں پروفیسر سے اس پر بات کرونگی کہ وہ فی الحال آپ سے کچھ نہ طلب کریں ۔ صحت یاب ہوجانے کے بعد آپ ادا کردئیں گے

بہت بہت شکریہ ۔۔میں یقیناً یہ رقم دو تین دن میں مہیا کر دونگا ۔عمران ہائے وائے کرتا رہا

جوزف پرتشویش نظروں سے اس کی طرف دیکھتا جا رہا تھا ۔ایسا معلوم ہو رہا تاھ کہ جیسے اسے عمران پر ترس آرہا ہو اور غصہ بھی

کچھ دیر کے بعد رافیہ واپس آئی ۔اس کے چہرے پر کبیدگی کے آثار تھے ۔ایسا لگ رہا تھا جیسے کہ پروفیسر کے ساتھ تیز کلامی کرتی رہی ہو

اس کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی اور شیشی میں سرخ رنگ کے سیال کی تھوڑی مقدار نظر آرہی تھی ۔

اسے ایک ایک گھنٹے کے وقفے سے اس جگہ لگاتے رہیے گا جہاں سوزش ہے

۔۔۔۔ رافیہ نے شیشی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

خدا تمہیں خوش رکھے نیک دل خاتون

عمران شیشی لے کے اٹھتا ہوا بولا۔ میں تین چار دن کے اندر ہی اندر یہ رقم فراہم کردونگا۔۔ مفلس نہیں ہوں ۔۔۔ لیکن جوزف جیسے ملازمین کی وجہ سے اکثر بھیک مانگنے کی بھی نوبت آجاتی ہے چھ بوتلیں یومیہ پیتا ہے مردود

رافیہ کچھ نہ بولی ۔۔۔ ویسے جوزف نے بڑے خلوص کے ساتھ دانت نکال دیے تھے

واپسی کا سفر جوزف کی معیت میں ہوا۔ عمران نے چپ سادھ لی تھی

* * *

عمران اور صفدر دیر سے سر جوڑے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر گفتگو ہوتی رہی پھر دونوں ہی اپنی اپنی جگہ کچھ سوچنے لگتے

اچھی بات ہے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ فی الحال ہم اوٹو ویلانی کو اس معاملے سے الگ ہی رکھتے ہیں۔ لیکن اسے نہ بھولو کہ ویلانی ک سے دو چار ہونے کے بعد ہی یہ خط ہم تک پہنچ ہے

ذرا پھر دکھائیے گا وہ خط مجھے۔۔۔ صفدر نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا

عمران نے تکیے کے نیچے سے ٹائپ کیا ہوا خط نکالا۔۔۔۔۔ اور اسے صفدر کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ یہ ٹائپ بھی اس ٹائپ سے مختلف نہیں ہے

کس ٹائپ سے۔۔۔۔۔

فیاض والا خط۔۔۔۔۔

صفدر مضمون پر نظریں جمائے ہوئے سر ہلانے لگا

لکھا تھا۔۔۔ لفافے کی واپسی پر رضامندی کا اظہار اپنے فلیٹ کے دروازے پر کراس لگا کر کر دو

انہیں یقین ہے کہ لفافہ آپ ہی کے پاس ہے۔ صفدر نے کچھ دیر کے بعد کہا

کیوں نہ ہو۔۔۔ جب کہ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں

کیا مطلب۔۔۔۔۔۔۔

فیاض کو چاہیے تھا کہ مجھ سے مدد منگنے کے سلسلے میں احتیاط سے کام لیتا۔ ۔۔۔۔۔ علا اعلان ہسپتال میں نہ بلوانا چاہیے تھا۔ بہر حال میرا قدم دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ میں لفافے کے سلسلے میں انہیں چکر ضرور دونگا

اگر وہ لوگ آپ کو اچھی طرح سے جانتے ہیں تو پھر آپ بھی ان کو جانتے ہونگے

نہیں میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں

لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ میرے اور فیاض کے تعلقات سے بخوبی واقف معلوم ہوتے ہیں۔۔۔اور کم از کم میرے بارے میں تو یہ جانتے ہی ہونگے کہ میں کتنے مخلصانہ انداز میں الو واقع ہوا ہوں۔۔۔عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ اور ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بھی بج اٹھی

ہیلو۔۔۔وہ ریسیور اٹھا کر ماوتھ پیس میں بولا تھا۔۔۔ہاں۔۔۔۔عمران اوہ اچھا۔۔۔لیکن پیارے یہ بات صرف اپنی ذات تک ہی رکھنا کہ میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔ملاقات ہونے پر بتاؤں گا۔۔۔۔۔آ رہے ہو۔۔۔کیوں خیریت۔۔۔اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔۔۔میں منتظر ہوں۔۔۔۔انہیں تنہا ہوں۔۔۔۔مطمئن رہو

ریسیور رکھ کر وہ صفدر کی طرف مڑا

اب تم کھسک جاو

کیوں

فیاض آ رہا ہے۔۔۔اس کے اپس کوئی اہم خبر ہے۔۔۔تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہے

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ آپ پر اعتماد کرے گا

میں اکثر اسے مجبور کر دیتا ہوں

صفدر نے وہاں سے چلے جانے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ عمران نے کسی بہانے سے جوزف اور سلیمان کو بھی باہر بھیج دیا

کچھ دیر کے بعد فیاض آ گیا

لیکن اس کے چہرے پر بشاشت نہیں تھی

عمران کے چہرے کی شگفتگی پر شاید اسے حیرت ہوئی تھی

کچھ نہ پوچھو یہ اپنا کلوٹا بڑے کام کا آدمی ہے

کون جوزف

ہاں ۔۔۔ علم نجوم سے اسے دلچسپی اسے ایک ایسے آدمی کے پاس لے گئی تھی ۔ جو کہ اس مرض کا علاج جانتا تھا ۔۔۔۔۔ تم نے پروفیسر اوٹو ویلانی کے اشتہارات تو دیکھے ہونگے

ہوں غالباً کہیں دیکھا تو ہے

بس وہی جوزف ۔۔۔ نے اس کی سیکرٹری سے اس حادثے کا تزکرہ کیا تھا

تو تم اب بالکل ٹھیک ہو

بالکل سوپر فیاض ۔۔۔۔۔ لیکن دوسروں کی نظر میں ابھی بیمار ہی رہنا چاہتا ہوں ۔۔۔۔ اور یہ بھی دیکھو ۔۔۔

اس نے وہی خط فیاض کی طرف بڑھا دیا ۔۔۔ جسے کچھ دیر پہلے صفدر دیکھ رہا تھا نہ جانے کیوں اس پر نظر پڑتے ہی فیاض کو ہنسی آ گئی اور عمران بھی احمقانہ انداز میں ہنسنے لگا

اب بتاؤ ۔۔۔ برخوردار ۔۔۔ کہاں سے پیدا کرو گے یہ لفافہ ۔۔ فیاض نے کہا

اسی لیے تو نہیں ظاہر کرنا چاہتا کہ میں اس اذیت سے نجات پا چکا ہوں

یعنی تم ان کے لیے اپنی قوت برداشت کا مظاہرہ کرو گے

یقیناً ۔۔۔۔۔۔۔۔

تو پھر وہ اب کوئی اس سے زیادہ خطرناک حربہ استعمال کریں گے

تمہارے لیے سولی پر بھی چڑھ جاؤنگا ۔۔۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا ۔۔۔ فرہاد نے لیلی کو بھی اتنا نہ چاہا ہوگا

بکواس مت کرو ۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم اس اذیت سے نجات پا چکے ہو ۔ اب میری بھی سنو

میں سن رہا ہوں

اس لاش کی شناخت ہو چکی ہے

کون تھی

برازیل کے سفارت خانے کے ایک آفیسر کی بیوی

اوہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خیر۔ ۔ ۔ ۔ اچھا تو پھر

میں نے لاش کی تصویر کی تشہیر کرائی تھی۔ ۔ اور لاش سرد خانے میں محفوظ کر دی گئی تھی۔ اتفاقاً وہ اشتہار کئی دن کے بعد اس آفیسر کی نظروں کے سامنے سے گزرا اور وہ دوڑا دوڑا میرے پاس آیا

تب تو اس نے اپنی بیوی کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی ہو گی

یہی تو نہیں ہو سکا تھا۔ اس کے بیان کے مطابق اس کی بیوی پندرہ دن پہلے اندرون ملک کی سیاحت کے لیے روانہ ہوئی تھی

لیکن روانگی کے دس دن کے بعد صرف اسی پہاڑ تک پہنچ سکی۔ ۔ ۔ عمران نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا

دوسرے اہم خبر یہ ہے کہ اس آفیسر نے اپنی بیوی کی ڈائری بھی میرے حوالے کی ہے

عمران کچھ نہ بولا

تھوڑی دیر کے بعد فیاض نے کہا۔ ۔ جانتے ہو ڈائری اس کے ہاتھ کیسے لگی

اگر اسی رفتار سے بتاتے رہے تو اگلے سال تک جان ہی جاؤنگا

پانچ سال پہلے اس کی شادی ہوئی تھی اور بیوی نے اس سے کہا تھا کہ اگر کبھی اسے اچانک حادثہ پیش آئے تو وہ بینک آف کینڈا سے ضرور رجوع کرے۔ حادثہ سے مراد اچانک موت ہی تھی۔ اس نے اس کی وضاحت کر دی آفیسر صاحب سمجھے تھے کہ شاید اس نے کوئی بہت بڑی رقم اس میں محفوظ کر رکھی ہے۔ جو کہ اس کی موت کے بعد ان کے حصے میں آئے گی۔ لہذا بیوی کی موت کی تصدیق ہو جانے کے بعد

جب وہ اس کے حوالے سے بینک آف کینڈا پہنچے ۔ تو ایک لاکر کی کنجی ان کے حوالے کر دی گئی ۔۔۔۔۔ اور اس لاکر میں اس ڈائری کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا

فیاض خاموش ہو گیا ۔۔۔۔۔ اور عمران معنی خیز انداز میں سر ہلا کر بولا اور اس ڈائری سے ایک خوفناک گروہ کا سراغ ملنے کے امکانات ہیں

بالکل یہی بات ہے ۔۔۔ فیاض کی باچھیں کھلی پڑ رہی تھیں

عمران خاموشی سے کھڑکی کے باہر دیکھتا رہا

کچھ دیر کے بعد فیاض ہی بولا ۔ اب وہ ڈائری میرے قبضے میں ہے

اور تم غالبا سے بھی جلد ہی گنوا بیٹھے گے ۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ۔ لیکن یہ تو بتاو ۔ ڈیر فیاض تم آخر مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہو گئے ہو ۔ صبح وشام خیریت دریافت کرنے آ رہے ہو ۔۔۔۔

مجھے بے حد شرمندگی ہے کہ میری وجہ سے وہ لوگ تمہارے پیچھے پڑ گئے ہیں

اسی لیے آجکل میرا دل بھی تمہاری محبت سے لبریز ہے ۔۔۔۔۔ بس یہ سمجھ لو کہ پیانہ بھر چکا ہے ۔ بس چھلکنے کی دیر ہے ۔۔۔ آیا کرنا میری قبر پر کبھی کبھار دو چار آنسو بہانے کے لیے ۔۔۔ ان لوگوں کو بھی ہماری اس تجدید محبت پر یقین آ گیا ہے ۔۔۔۔۔ اس طرح تمہری کھال بالک محفوظ رہے گی

اوہ ۔۔۔۔۔۔ تم غلط سمجھے ہو

خیر ۔۔۔۔۔۔ خیر

تمہیں کبھی میرے خلوص پر یقین نہیں آ سکتا ۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

سو فی صد

کیا مطلب ۔۔۔۔۔

ڈائری ادھر ہی جمع کر جاو ۔ ورنہ مصیبت میں پڑ جاو گے

میں یہی سوچ کر آیا تھا میرے مقابلے میں تمہاری معلومات بہر حال وسیع ہیں

ساتھ لائے ہو۔ عمران نے پوچھا

یہ ہے فیاض نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پیکٹ نکالا اور اسے عمران کے سامنے پھینکتا ہوا بولا۔۔ یہ رہی۔۔۔۔

عمران نے پیکٹ سے ڈائری نکالی۔ اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔۔۔۔۔

سارے صفحات سادہ تھے کہیں بھی کوئی تحریر نظر نہیں آئی

تم خود ہی کچھ پڑھ کر سناو۔۔۔ عمران نے ڈائری بند کر کے فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو کہ دوسری جانب رخ موڑے دیوار کی ایک پینٹنگ کا جائزہ لے رہا تھا

عمران کے طنزیہ لہجے پر چونک کر اس نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا ڈائری اس سے لے لی۔۔۔۔۔ ورق الٹے اور اچھل کر کھڑا ہو گیا

اب وہ عمران کو قہر آلود نظروں سے گھورنے لگا۔ سانس پھولنے لگی تھی

یہ کیا کمینہ پن ہے۔۔۔۔۔۔ وہ بڑ خر ہانپتا ہوا بولا

لاو۔۔۔۔۔۔ ڈائری واپس کر دو۔۔۔ ورنہ اچھا نہ ہو گا

دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔۔۔ اس کے علاوہ کون سی ڈائری دی تھی تم نے

میں ایسے معاملات میں مزاق پسند نہیں کرتا۔۔۔۔

نہ میں یہاں سے کہیں گیا۔۔۔ اور نہ تم۔ تلاشی لے لو میری۔۔۔ میرا خیل ہے کہ یہاں بھی پہلے وہ چونا لگ چکا ہے

یعنی۔۔۔ یعنی۔۔۔ ڈائری میرے پاس ہی بدل گئی ہے

اگر وہ سادہ نہیں تھی تو یقیناً بدلی گئی ہے۔۔۔ تمہیں کب ملی تھی۔۔ اور اس وقت سے اب تک کہاں رہی ہے

میرے پاس۔۔۔ فیاض آنکھیں نکال کر بولا۔۔ پچھلی رات میں نے اس کا مطالعہ کر کے پھر اسی کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ دی تھی

صبح سے اس وقت تک پھر اسے کھول کر نہیں دیکھا تھا

نہیں۔۔۔ فیاض کی جھلاہٹ بڑھتی جارہی تھی

وہی چونے والا محاورہ ہوسکتا ہے

ڈائری واپس کرو۔۔۔ فیاض دہاڑا

میری دانست میں تو اس وقت تو تمہارے لیے صرف ٹھنڈا پانی ہی بہترین ثابت ہوگا

اس کے بعد تم اعتراف کرو گے کہ چلو بھر پانی زیادہ بہتر ہوتا ہے۔۔ مگر کیا ہوسکتا ہے۔۔۔ جب کہ تمہاری آنکھ کا پانی ہی مر چکا ہے۔۔۔۔۔۔ کب ہو رہے ہو پانی پانی

شٹ اپ۔۔۔

پانی پی کر کوس رہے ہو۔ حالانکہ تم جیسے پانی دار کو اس کے بعد پانی نہ پینا چاہیئے تھا۔

عمران ڈائری واپس کردو

میں کہہ رہا ہوں۔۔ ابھی یہاں سے تنکا بھی نہیں ہلا۔۔۔۔ بلا لو اپنے ماتحتوں کو خانہ تالشی ہی ہوجائے

فیاض کچھ بولے بغیر اسے گھورتا رہا۔ عمران بدقت تمام اسے باور کرا سکا کہ اس معاملے میں بھی سے چوٹ ہوئی ہے۔ پچھلی رات ہی کسی نے ڈائری کے مندرجات کے متعلق بتا سکے تو اسی کے لیے فائدہ مند ثابت ہونگا

بڑی مشکل سے وہ اسے اس پر آمادہ کر سکا۔ لمبی داستان تھی۔ مقتولہ کسی وجہ سے ان لوگوں کے جال میں پھنس گئی تھی اور ان کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنی رہی۔ وہ اسے اجسوس کی حیثیت سے استعمال کرتے رہے تھے۔ اسے ان کے حکم پر مقامی حکومت سے رابط وضوابط بڑھانا پڑتا تھا۔ اور پھر وہ انہیں اپنے اعتماد میں لے کر حکومت کے اہم راز معلوم کرتی تھی

یہاں آنے سے قبل بھی اس کا شوہر جن جن ممالک میں رہا تھا۔ وہ وہاں یہ سب کچھ کرتی رہی۔۔۔ ان ممالک کے راز معلوم کر کے اپنے آقاؤں تک پہنچاتی رہی

فیاض کے مطابق ڈائری میں ان مجبوریوں اک تزکرہ نہیں تھا کہ وہ جن کی بنا پر ان کے ہاتھوں کھلونا بنی رہی تھی

اس نے لکھا تھا کہ وہ پراسرار لوگ ہیں۔ مخصوص زبانوں میں گفتگو کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ناواقف ممبر دو لایعنی الفاظ کے زریعے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔۔۔ ہے

فیاض نے عمران کو بتایا کہ وہ الفاظ۔۔۔ لولو۔۔۔ اور لی لا ہیں۔ کسی کی زبان سے لولو سن کر۔۔۔ لی لا کہنے والے ایک دوسرے کے متعلق یقین کر لیتے ہیں کہ وہ اسی مخصوص تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقتولہ نے ڈائری میں مثال کے طور پر ایک واقعہ لکھا تھا۔ پچھلے سال میں اسے ایک کام سونپا گیا تھا۔ کسی سے کچھ کاغزات وصول کر کے کہیں پہنچانے تھے۔۔۔۔۔۔ طریقہ یہ بتایا گیا تھا کہ وہ ایک ساجی اجتماع میں شرکت کرے اور آہستہ آہستہ لفظ۔۔۔ لولو۔۔۔۔ دہراتی ہوئی بھیڑ سے گزرتی رہے اور جواب میں جس کی بھی زبان سے لی ال سنے۔ اسی کے ساتھ ہو لے۔ ۔۔۔۔ کاغزات اسی سے ملیں گے۔۔۔ اور یہی ہوا بھی۔۔۔۔۔ اس کے بعد سینکڑوں بار اس کا ان لایعنی الفاظ سے سابقہ پڑا

فیاض نے بتایا۔۔۔ ڈائری کا اختتام ان الفاظ پر ہوا تھا۔

اب اس ملک میں نئے آرگنائزر کی آمد کی اطلاع ملی۔ ہے۔ سنا ہے اس کے ساتھ جانوروں کی فوج ہوگی۔۔۔ تفصیلات کا انتظار ہے

فیاض خاموش ہو گیا تھا۔۔۔ اور کمرے کی فضا میں صرف ٹائم پیس گھڑی کی ٹک ٹک گونج رہی تھی

بالآخر فلیٹ کے دروازے پر چاک سے کراس کا نشان بنا دیا گیا ۔ اور دوسری ہی صبح عمران کو کمرے میں دوسرا ٹائپ کیا ہوا پرچہ پڑا ملا ۔ جو غالبارات کو کسی وقت دروزاے کے نیچے سے اندر سرکا دیا گیا تھا

پرچے کا مضمون تھا ۔۔۔۔

پیکٹ کو ملفوف کر کے ۔۔۔۔۔ اپنے فلیٹ کے س منے والے لیٹر بکس میں ڈال دو ۔۔۔۔ لفافے پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ ہم مطمئن ہو جانے کے بعد تمہیں وہ دوا بجھوا دئیں گے جس کے لگتے ہی تم تکلیف سے نجات پا جاوَ گے اور تمہارا درد رفع ہو جائے گا

ہدایت کے مطابق ایک لفافہ لیٹر بکس میں ڈال ال دیا گیا اور لیٹر بکس کی نگرانی کی جاتی رہی

گیارہ بجے کے قریب ڈاک کا ہرکارہ آیا ۔ اور اس نے لیٹر بکس کھول کر سارے خطوط اپنے زرد تھیلے میں انڈیل لیے ۔۔۔۔۔ پھرج وہ دوبارہ سائیکل سنبھال کر چل ہے تو سیکرٹ سروس کے تینوں ممبر بھی اس کے پیچھے لگ گئے ۔۔ وہ تینوں بھی سائیکلوں پر ہی تھے

کبھی یہ ہرکارے آگے ہوتے اور کبھی پیچھے ۔ راہ میں اس نے کئی دوسرے لیٹر بکس بھی خالی کیےاور اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا

بلآخر اسی طرح وہ تھیلا حلقے کے پوسٹ آفس تک جا پہنچا ۔

سیکرٹ سروس کے تینوں ممبروں میں سے ایک بہانے سے وہاں بھی جا پہنچا ۔ جہاں تھیلا رکھا گیا تھا

بلیک زیرو نے عمران کو فون پر اطلاع دی ۔ ڈاک کا تھیلا جوں کا توں سیل کر کے جی پی او ۔۔۔۔۔۔ روانہ کر دیا گیا ہے ۔۔۔۔

پھر دوبارہ کچھ دیر کے بعد فون کی گھنٹی بجی ۔۔۔۔۔۔۔ اور دوسری طرف سے بلیک زیرو بولا ۔۔۔ سارٹنگ کے لیے وہ تھیلا کھولا گیا تھا ۔۔۔ لیکن اس میں سے وہ سادہ لفافہ برآمد نہیں ہوا

پھر اب تم کیا کر رہے ہو ۔۔۔ عمران نے پوچھا

یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے

میرے کفن دفن کا انتظام ۔۔۔ عمران جھنجھلا کر بولا

م ۔۔۔ میں ۔۔ کیا کرسکتا تھا جناب ۔۔۔

ہرکارے کو گھیرو۔ لفافہ تھیلے سے بھاپ بن کر نہیں اڑ سکتا

کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ لفافہ ہرکارے نے پہلے ہی کسی کو دے دیا ہو گا

ہاں میرا یہی خیال ہے ۔۔۔۔۔۔

اچھی بات ہے جناب ۔۔۔ میں دیکھتا ہوں ۔۔۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد بلیک زیرو نے خود ہی دوبارہ رابطہ کیا اور فون کر کے کہا کہ جناب آپ اک خیال بالکل درست نکلا ۔۔ جناب ہمارے ایک آدمی نے خود کو سی آئی ڈی کا آدمی ظاہر کر کے ہرکارے سے پوچھ گچھ کی تھی ۔ پہلے تو وہ بتانے سے ہچکچاتا رہا۔ پھر بولا کہ تین دن پہلے اس کو اسی لیٹر بکس میں سے ایک سادہ لفافہ ملا تھا جسے کھولنے پر اندر سے دس روپے کا ایک نوٹ ملا ۔۔ کل پھر ایک سادہ لفافہ ملا ۔۔ اس میں دس دس کے دو نوٹ تھے ۔ اور چھوٹا سا پرچہ بھی جس پر تحریر تھا۔ میرے پیارے میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں ۔ آج بھی جب اسے ایک سادہ سا لفافہ ملا تو اس نے اسے کھولے بغیر جلدی سے جیب میں رکھ لیا اسے توقع تھی کہ آج شاید اس میں کوئی طویل خط ہو ۔ اور رقم بھی زیادہ ہو ۔ کیونکہ آج وہ لفافہ اسے زیداہ وزنی معلوم ہوا تھا ۔ اس کا خیال تھا کہ شاید ہر کوئی زیادہ طویل خط ہے ۔ اور رقم بھی کچھ زیادہ ہوگی ۔ اس کا خیال تھا کہ شاید اس لیٹر بکس کے

آس پاس کوئی لڑکی رہتی ہے جو کہ اس سے محبت کرنے لگ پڑی ہے۔ یہ ہرکارہ ایک وجیہہ نوجوان ہے۔ بہر حال پوسٹ آفس میں اپنے کام نپٹا کر وہ جلدی سے جلدی کسی ایسی جگہ پہنچنا چاہتا تھا۔ جہاں اطیمنان سے لفافہ لے کر کھول کر اس کا جائزہ لے سکے۔

وہ قریب کے ایک ہوٹل میں جا گھسا۔ جہاں اس سے پہلے نہیں گیا تھا۔ وہاں چھوٹے چھوٹے کیبن بھی ہیں۔ اسی لیے پرائیوسی کے کیل سے وہ ادھر گیا۔ لیکن کیبن میں پہنچ کر اسے ایک ذہنی جھٹکے سے دوچار ہونا پڑا۔ لفافہ کوٹ کی جیب میں موجود نہیں تھا۔ جلدی جلدی ساری جیبیں ٹٹولیں۔ اور پھر الٹے پاون واپس ہوا۔ اس کا خیال ہے کہ ہوٹل میں داخل ہونے سے پہلے وہ فٹ پاتھ پر ایک جگہ سات آٹھ آدمیوں کی بھیڑ میں پھنس کر کچھ سیکنڈ کے بعد آگے نکل جانے کے لیے راستہ بنا سکا تھا۔ غالباوہیں اس کی جیب پر کسی مشتاق جیب کترے نے ہاتھ صاف کر دیا

عمران جو کہ اپنی کھوپڑی سہلا رہا تھا۔ بلیک زیرو کے خاموش ہوتے ہی غصیلی آواز میں بولا۔ کیا تمہارے آدمیوں نے اسے لیٹر بکس سے نکال کر جیب میں رکھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا

نہیں جناب۔ وہ زیادہ فاصلے سے لیٹر بکس کی نگرانی کرتے رہے تھے

اگر ایک آدمی لیٹر بکس کے قریب موجود ہوتا تو اس سے کیا فرق پڑتا

اب میں کیا عرض کروں جناب

ان تینوں کے نام بتاو جو لیٹر بکس کی نگرانی کر رہے تھے۔

تنویر۔۔ چوہان۔۔۔ صدیقی۔۔

میں سمجھوں گا ان سے۔ عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے غصے میں کہا

☆

یہ رات عمران کے لیے خطرناک تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ کتنی آنکھیں اس عمارت کو دیکھ رہی ہونگی

لیٹر بکس۔ میں ڈالے جانے والے اس سادہ سے لفافے میں پلاسٹک کا لفافہ ضرور رکھا گیا تاھ لیکن اس میں کوئی تار کی بجائے دفتی کا ٹکرا رکھا تھا

یہ اس توقع پر رکھا گیا تھا۔ کہ سیکرٹ سروس کے ممبر اس طرح لفافے کو حاصل کرنے والے کا پتا لگا لیں گے۔۔۔۔۔ لیکن لفافہ حاصل کرنیما کا طریقہ معلوم کر کے عمران کی کھوپڑی رقص کرنے لگی تھی

وہ لوگ چالاک اور خطرناک تھے

عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ رات اس پر بھاری ہوگی۔ ان دیکھے نشانہ بازوں کو کون رروک سکتا تھا۔۔ پتا نہیں کب اور کہاں کن حالات سے دوچار ہونا پڑے۔

پھر اس کیلیے یہ بھی ناممکن تھا کہ چوہوں کی طرح گوشہ نشین ہو جائے۔ جو لوگ سرکاری ہسپتال میں فیاض کا علاج کر سکتے تھے۔ ان کے لیے رہائیشی مکانات کا دخل کیا مشکل تھا۔ اور پھر فیاض کی مرمت بھی تو اسی کے گھر پر ہوئی تھی عملی تنظیم کا یہ عالم تھا کہ فیاض کے آفس تک سراغرسانی ہو رہی تھی

لہذا ایسوں سے نپٹنا آسان کام نہیں تھا۔ دیدہ دانستہ بھی کچھ خطرات مول لینے پڑتے۔۔۔۔ اور عمران ان کا سودا کر چکا تھا۔ سیاہ رنگ کی بلٹ پروف وین فلیٹ کے نیچے کھڑی تھی اور ڈرائیور کی سیٹ پر جوزف بیٹھا تھا۔

ٹھیک دس بجے عمران فلیٹ سے نکل کر زینوں تک آیا۔

آج اس نے خاص طور پر خیال رکھا تھا کہ زینوں پر روشنی کرنے والے بلب کی نگرانی کی جاءے۔ لہذا اس وقت زینوں پر اندھیرا نہیں تھا۔

زینے طے کر کے نیچے آیا۔ اور وین کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔۔

لیکن یہ سب اتنی پھرتی سے ہوا تھا کہ باہر کھڑا ہوا کوئی آدمی شاید ہی اس کے اندر کا حال معلوم کر سکے اندر سیٹیں نہیں تھیں ۔ فرش پر ٹیلسکوپ لگی ہوئی ایک رائفل موجود تھی ۔ اور اس کے قریب ہی کارتوسوں کی ایک پیٹی بھی موجود تھی

ٹھیک ہے عمران نے بلند آواز میں کہا ۔ اور جوزف نے گاڑی سٹارٹ کر دی

دوسرے ہی لمحے عمران فرش پر اوندھا لیٹا ہوا نظر آیا ۔ چہرہ عقبی دروازے کی طرف تھا ۔۔۔۔ اور آنکھ ایک چھوٹے سے سوراخ کے ساتھ لگی ہوئی تھی

وین کی رفتار بھری پری سڑکوں پر بھی تیز ہی رہی ۔۔۔۔ جوزف ایک مشتاق ڈرائیور تھا ۔۔ وین پہلے سے طے شدہ راستوں پر دوڑتی رہی

ٹریفک کی بھیڑ بھاڑ میں اندازہ کرنا مشکل تھا کہ وین کا تعاقب کیا جا رہا ہے یا نہیں ۔ کچھ دیر کے بعد شہری آبادی پیچھے رہ گئی

اور عمران کو اپنی وین کے پیچھے تین ہیڈ لائیٹس نظر آئیں ۔۔۔۔ یہ یقینی طور پر موٹر سائیکلیں تھیں جو کہ آگے پیچھے دوڑی آ رہی تھیں ۔۔۔۔ کبھی کبھی تینوں روشنیاں متوازی بھی نظر آتیں تھیں ۔

یک بیک عمران نے جوزف سے کہا کسی طرف صاف راستہ دیکھ کر گاڑی کو کچھ میں اتار دو

اچھا باس لیکن پتا نہیں کہ گاڑی میں کوئی فالتو پہیہ ہے بھی یا نہیں ۔۔۔۔۔

جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے گاڑی بائیں جانب موڑ دی

سامنے حد نظر تک مسطح میدان پھیلا ہوا تھا ۔

رفتار بڑھاو ۔۔۔۔۔ عمران غرایا ۔۔ اس کی آنکھ ابھی تک دروازے کے سوراخ ہی سے لگی ہوئی تھی

جوزف نے رفتار بڑھا دی ۔۔۔ عمران نے محسوس کیا کہ تینوں موٹر سائیکلیں

ٹھیک اسی جگہ سے موڑ مڑ گئی تھیں جہاں سے ان کی وین مڑی تھی

اب وہ پھر وین کے پیچھے تھیں ۔۔۔۔بہر حال عمران کو یقین ہو گیا تھا کہ ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے

اس نے دروازے کے کسی میکنزم کو حرکت دی اور اس چھوٹے سے سوراخ نے بڑھ کر تقریباً چھ انچ کا قطر اختیار کر لیا ۔۔۔۔پھر رائفل کی نال اس بڑے سوراخ سے باہر رینگ گئی

دوسرے ہی لمحے میں فائر ہوا ۔۔۔۔اور دوربین سے نظر آنے والا وہ ہیڈ لیمپ بجھ گیا جس کا نشانہ لیا گیا۔ بقیہ دو لیمپ ادھر ادھر ڈولنے لگے تھے

عمران نے پے در پے دو فائر اور کیے لیکن اس بار نشانہ نہیں لیا تھا ۔۔۔۔اس نے دیکھا کہ بقیہ دو لیمپ افراتفری کے عالم میں دوبارہ پختہ سڑک کی جانب مڑ گئے ہیں

رفتار کم کرو ۔۔۔۔عمران نے جوزف سے کہا

رفتار کم ہو گئی ۔ عمران اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا ۔۔۔۔ان دونوں ہیڈ لیمپس کا اب کہیں پتا نہیں تھا ۔

گاڑی روک کر انجن بند کر دو ۔۔۔۔عمران فرش سے اٹھتا ہوا بولا ۔۔۔۔

گاڑی رک گئی اور ۔۔۔انجن بند کر دیا گیا

جوزف مڑ کر عمران کی طرف دیکھنے لگا تھا ۔ اور عمران موٹر سائیکل کے انجن کی آواز سن رہا تھا ۔ آواز ہی سے اندازہ ہوتا تھا کہ انجن غلط پوزیشن میں ہے ۔ وہ پچھلا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور سینے کے بل تیزی سے جھپٹتا ہوا آواز کی جانب بڑھ گیا

آواز لمحہ بہ لمحہ قریب ہوتی جا رہی تھی ۔۔۔دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ اس سے کچھ فاصلے پر کوئی اور بھی سینے کے بل رینگتا ہوا مخالف سمت میں بڑھ رہا ہے ۔

یہ یقین کر لینے کے بعد کہ وہ کوئی آدمی ہی ہے ۔ عمران نے رفتار تیز کر دی ۔ شبنم میں بھیگی ہوئی ٹھنڈی گھاس پر ہاتھ پھسل رہے تھے ۔۔۔ اسی دوران میں ایک بڑا سا کانٹا بائیں ران میں گھستا چلا گیا ۔۔۔ بے اختیاری میں وہ زمین سے کسی قدر اٹھ گیا ۔۔۔

غالبا اس طرح آگے جانے والے نے اسے دیکھ لیا ۔ اور اٹھ کر بھاگنے لگا

پھر ران میں چبھا ہوا کانٹا عمران کے ذہن سے بالکل محو ہو گیا ۔ وہ بھی زمین سے اٹھ کر اس کے پیچھے دوڑا تھا

ٹھہر جاو ۔ ٹھہر جاو ۔ ورنہ گولی ماردوں گا ۔۔۔۔ عمران نے نہ صرف دھمکی دی ۔۔۔ بلکہ ایک فائر بھی کر دیا

بھاگنے والا لڑکھڑا کر گرا تھا ۔ پھر اٹھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ عمران کی ایک ہی جست اسے اس پر لے گئی ۔۔۔۔

قریب ہی زمین پر گری ہوئی موٹر سائیکل کا انجن شور مچا رہا تھا ۔۔ عمران اپنے شکار کو دبوچے ہوئے اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کر رہا تھا ۔۔۔۔

دفعتا اس نے جوزف کی آواز سنی ۔۔۔۔۔

کیا میری ضرورت ہے باس ۔۔۔۔۔

ہاں ۔۔ رسی کا لچھا لیتے آنا ۔۔ عمران نے جواب دیا

رافیہ سموناف نے وہ کپڑے اتار کر جنہیں پہنے بغیر وہ آجکل اپنے فرائض منصبی ادا نہیں کر سکتی تھی ۔۔۔ اپنے کپڑے پہنے اور عمارت سے نکل کر ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف چل دی

جس دن سے بقول اوٹو ویلانی روح نے اسے میڈم بنایا تھا ۔۔ اس کے لیے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ ایک مخصوص لباس کم از کم اس وقت تک تو ضرور استعمال کرے ۔ جب تک کہ اس کمرے میں رہے ۔۔ یہ لباس سبز رنگ کے لبادے اور سر پوش پر مشتمل تھا ۔۔۔

ویلانی نے اب آمدنی کا رجسٹر بھی اس کے سپرد کر دیا تھا ۔۔۔ جتنے بھی پوسٹل آرڈر آتے ۔ اسی کی تحویل میں رہتے تھے ۔۔۔ کیونکہ اب وہ ملازمہ کی بجائے ویلانی کے بزنس میں برابار کی شریک تھی

دن میں کم از کم ایک بار ضرور وہ روح کی سرگوشیاں سنتی تھی آج روح نے اس سے کہا تھا کہ وہ کالے آدمی [جوزف] اور اس کے متعلقین کا خیال رکھے کیونکہ اس کالے آدمی کا مورث اعلی روح کے خدام میں سے تھا ۔ روح نے اس سے کہا تھا کہ اسے جوزف کے آقا کی عیادت کے لیے بھی ضرور جانا چاہیئے تھا ۔

رافیہ نے سوچا کہ وہ صبح یہاں آنے سے پہلےس کی عیادت کو ضرور جائے گی ۔۔

ٹیکسی اسٹینڈ خالی پڑا تھا ۔ کچھ دیر کے بعد ایک خالی ٹیکسی وہاں آ کر رکی ۔ رافیہ نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہی اس کے ڈرائیور کو اپنے ہوٹل کا نام بتایا

ٹیکسی چل پڑی ۔۔۔۔۔ کچھ دیر کے بعد رافیہ نے محسوس کیا کہ ٹیکسی ان راہوں پر سے نہیں جا رہی جن سے گزر کر وہ روزانہ ہوٹل پہنچا کرتی تھی ۔

اس نے سوچا کہیں ڈرائیور کو غلط فہمی نہ ہوئی ہو ۔۔۔ لہذا اس نے دوبارہ بلند آواز میں اپنیے ہوٹل کا نام دہرایا ۔ اس سے زیداہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتی تھی ۔ کیونکہ مقا

می زبان سے نابلد تھی اور انگریزی زبان عام طور پر مقامی لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے۔ کم از کم ابھی تک تو اسے ایسا کوئی ٹیکسی ڈرائیور نہیں ملا تھا۔ جو کہ انگریزی بول یا سمجھ سکتا ہو۔

ڈرائیور بدستور خاموشی سے اسٹیر نگ پر جھکا رہا۔

رایہ کو شدت سے اپنی بے بسی کا احساس ہوا اور وہ جھنجھلاہٹ میں ڈرائیور پر برس پڑی۔ میں تم سے جگہ کا نام بتا رہی ہوں لیکن تم سمجھے بغیر گاڑی اڑائے چلے جا رہے ہو

میں سمجھ رہا ہوں مادام۔۔۔۔ ڈرائیور نے بڑے ادب سے انگریزی میں جواب دیا۔

اوہ تو تم سمجھ رہے ہو۔۔۔۔۔ رافیہ خوش ہو کر بولی

ہاں۔۔۔۔۔ مادام لیکن آج آپ اس قریب کے راستے سے نہ جا سکیں گی۔ کیونکہ سڑک بند ہے۔ غالبا کسی بڑے آدمی کی سواری ادھر سے گزرے گی۔۔۔۔۔

خیر ہے خیر۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔ میں سمجھی تھی کہ شاید تم سمجھے نہیں کہ مجھے کہاں جانا ہے۔۔۔ رافیہ نے کہا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی

ٹیکسی جن راہوں سے گزر رہی تھی وہ اس کے لیے اجنبی تھیں۔ لیکن ڈاریور کا جواب سن لینے کے بعد اسے خاموش ہی رہنا تھا

کچھ دیر کے بعد اچانک ٹیکسی ایک کمپاونڈ میں داخل ہونے لگی۔ رافیہ چونکی لیکن جتنی دیر میں زبان ہلاتی ٹیکسی پورچ میں پہنچ کر رک گئی تھی

کیا مطلب۔۔۔ تم مجھے کہاں لائے ہو۔۔۔ اس وقت تو آپ کو یہیں اترنا ہے محترمہ۔ ٹیکسی ڈراؤر اس کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔۔۔

رافیہ کو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پستول بھی نظر آیا۔ جس کا رخ اسی کی طرف تھا

کک۔۔۔۔۔۔ کیا مطلب

خاموشی سے اتر جائیے۔ ڈرائیور نے پستول کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔

میں تو نہیں اتروں گی

دفعتا باہر سے کسی نے دروازے پر جھکتے ہوئے کہا۔ ہم آپ سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں

رافیہ اس کی طرف مڑی۔ یہ آدمی دیسی نہیں تھا۔ سفید فام تھا اور انگریزی اس کی مادری زبان معلوم ہوتی تھی

یہ سب کیا ہے۔ رافیہ بھڑک اٹھی۔

آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔۔۔۔ ہماری درخواست ہے

درخواست اس طرح کی جاتی ہے۔۔۔ رافیہ نے ڈرائیور کا ہاتھ جھٹک کر کہا

میں معافی چاہتا ہوں۔ اس کے عالاوہ اور کوئی صورت نہ تھی۔

پھر بھی میں ایسی صورت میں مطمئن نہیں ہو سکتی کہ سابقہ اچھے آدمیوں سے ہے

اچھی بات ہے تو پھر آپ یہیں بیٹھے بیٹھے میرے چند سوالات کے جوابات دے دیجیے۔

اگر میں نے مناسب سمجھا۔ رافیہ نے بے حد تلخ لہجے میں کہا

آپ اس آدمی علی عمران کے نیگرو ملازم کے ساتھ اس کے گھر کیوں گئی تھیں

تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے

محترمہ میں جانتا ہوں کہ آپ ماہر روحانیات پروفیسر اوٹو ویلانی کی سیکرٹری ہیں

تو پھر۔۔۔۔۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ پروفیسر جڑی بوٹیوں کا بھی علم رکھتے ہیں

اچھا تو پھر۔۔۔۔

آپ تو الٹا مجھی سے سوالات کرنے لگیں۔۔۔ وہ ہنس کر بولا

قطعی۔۔۔ میں یہ ضرور پوچھنا چاہوں گی کہ تم اس آدمی میں اتنی دلچسپی کیوں لے

رہے ہو

وہ ایک خطرناک آدمی ہے محترمہ

میرے لیے اس سے کیا فرق پڑتا ہے ۔۔۔۔۔ کیا تم یہ سب کچھ میری ہمدردی میں کر رہے ہو

نہیں ۔۔۔ ایسا تو نہیں ہے ۔۔ وہ پر تفکر لہجے میں بولا ۔۔ لیکن پھر بھی میں جاننا چاہتا ہوں

اچھی بات ہے ۔۔ میں تمہیں ضرور بتاوں گی ۔۔ اس کے کسی دشمن نے ایک خطرناک قسم کا زہر جو کہ خارجی ذرائع سے گوشت میں پیوست ہو کر تکلیف دی بن جاتا ہے ۔ اس پر استعمال کیا تھا ۔ پروفیسر کو اس زہر کا تریاق معلوم ہے ۔ لہزا وہ آجکل پروفیسر کے زیر علاج ہے ۔۔۔ اور کچھ

میں سمجھ گیا ۔۔۔۔۔ اچھا تو اب اس کا حال کیا ہے سفید فام سر ہلاتے ہوئے بولا

میری معلومات کے مطابق وہ اس تکلیف سے نجات پا چکا ہے

شکریہ ۔۔ اب میں ہی آپ کو ۔۔۔ ہوٹل تک چھوڑ آونگا ۔۔۔۔ نیچے اتر آیئے میں آپ کو اپنی گاڑی میں چھوڑ آوں گا

ہرگز نہیں ۔۔۔۔ اچھی بات ہے ۔۔۔ اجنبی نے ڈرائیور سے کہا ۔۔ تم نیچے اترو ۔ اور میٹر پر کپڑا باندھ دو ۔۔ میں انہیں اسی گاڑی سے لے جاونگا

رافیہ خاموش بیٹھی اپنا نچلا ہونٹ چباتی رہی ۔ شدت سے غصہ تھا ان لوگوں پر ۔ سفید فام اجنبی نے ٹیکسی کا اسٹیئرنگ سنبھال لیا ۔۔

گاڑی کمپاونڈ سے نکل کر پھر سڑک پر آ گئی ۔ اجنبی خاموشی سے ڈرائیور کر رہا تھا ۔ ۔ رافیعہ بھی خاموش تھی

کچھ دیر کے بعد وہ اسی چوراہے تک پہنچ گئی ۔ جہاں سے ہوٹل کا فاصلہ زیادہ نہیں

تھا ۔۔۔ اس نے محسوس کیا کہ ٹیکسی کی رفتار کم ہوگئی ہے ۔۔ اور پھر وہ رک گئی

اتر جائیے ۔۔۔ محترمہ ۔۔۔ ہوٹل یہاں سے چند قدم کے فاصلے پر ہے ۔ ۔۔۔ میں ہوٹل کے سامنے نہیں رکنا چاہتا ۔۔۔ ویسے اس بات کو بھی ذہن نشین کر لیجیے ۔ کہ ہم اب اس عمارت میں نہیں ملیں گے ۔ لہزا اس واقعے کا تزکرہ کسی اور سے کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔۔ شکریہ

رافیہ ٹیکسی سے اتر آئی ۔۔۔۔ اور ٹیکسی فراٹے بھرتے ہوئے آگے بڑھ گئی ۔۔۔ وہ وہیں کھڑی سوچتی رہی کہ اسے کیا کرنا چاہیئے

جہنم میں جائے ۔۔ وہ دانت پیس کر بڑبڑائی ۔۔۔ اور ہوٹل کی طرف چل پڑی

IqbalCyberLibrary.Net
WWW
All rights reserved.
©2002-2006

☆

سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر دانش منزل کے ایک کمرے میں عمران نے صبح کی چائے پی اور تازہ اخبار لے کر بیٹھ گیا اور اس کو دیکھتا رہا

کچھ دیر کے بعد فون کا ریسیور اٹھا کر اس میں لگا ہوا ایک بٹن دباتے ہوئے ماوتھ پیس میں کہا

اس کا کیا حال ہے۔ ۔ ۔ ۔

ٹھیک ہی ہے۔ ۔ بری طرح غراتا ہے۔ ۔ ۔

اب تم وہاں سے آ جاو۔ ۔ ۔ میں دیکھوں گا۔ ۔ ۔ عمران نے ریسیور رکھ دیا

پچھلی رات والا شکار جو کہ اس کی گرفت میں پڑ کر بیہوش ہو گیا تھا۔ ۔ دانش منزل ہی لایا گیا تھا۔ اس کی موٹر سائیکل بھی وین پر ہی لادی گئی تھی۔ ۔ ۔ اور شہر پہنچے کے بعد ایک جگہ جوزف کو گاڑی سے اتارنے کے بعد عمران نے خود ہی اسٹیرنگ سنبھال لیا تھا

پھر جوزف تو گھر واپس آ گیا تھا۔ اور عمران اپنے شکار سمیت دانش منزل چلا آیا تھا۔ جوزف کو سخت تاکید تھی کہ وہ عمران کی عدم موجودگی میں گھر سے باہر قدم نہ نکالے

شکار سے رات بھر گفتگو نہ ہو سکی تھی۔ غالبا موٹر سائیکل سے گر کر وہ کوئی اندرونی چوٹ کھا بیٹھا تھا۔

عمران نے بھی کوئی ایسی خاص پروا نہیں کی تھی۔ بس اسے ساونڈ پروف کمرے میں بند کر دیا تھا۔

بلیک زیرو نے اس کی دیکھ بھال جاری رکھی تھی۔ اس وقت عمران نے فون پر گفتگو اسی سے کی تھی۔ اس نے اٹھ کر طویل انگڑائی لی اور ساونڈ پروف کمرے کی طرف چل پڑا

شکار آرام کرسی پر نیم دراز تھا۔ ۔ ۔ تیس اور چالیس سال کی درمیانی عمر کا سفید

فام غیر ملکی ۔۔۔ جسم کی بناوٹ کے اعتبار سے زیادہ طاقتور نہیں معلوم ہوتا تھا۔

کہو کیا حال ہے ۔۔۔ عمران نے نرم لہجے میں پوچھا

مجھے یہاں کیوں قید کیا گیا ہے ۔۔۔ اس نے جواب دینے کی بجائے غصیلے لہجے میں سوال کیا

وجہ تمہیں معلوم ہے ۔۔۔ عمران مسکرایا

میرے ملک کا سفیر تم لوگوں سے سمجھ لے گا ۔۔ خود تمہاری حکومت میری غیر حاضری پسند نہیں کرے گی

اوہ تو تم اتنے اہم ہو ۔۔۔۔۔

یقیناً ۔۔۔ اس نے خشک لہجے میں کہا ۔ میری غیر حاضری کی بناء پر ایٹمی بجلی گھر کی تعمیر کا کام رک جائے گا

اوہ ۔۔۔ عمران آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا

میں تفریح کے موڈ میں تھا ۔ تم لڑکیوں کے دلا کی حیثیت سے مجھے یہاں لائے تھے ۔ لیکن تفریح کا سامان مہیا کرنے کی بجائے تم نے مجھے لوٹ لیا ۔۔۔ اور اب غیر قانونی طور پر روک رکھا ہے

یہ تو بہت برا ہوا ۔۔۔ عمران نے تاسف آمیز لہجے میں بولا ۔۔۔

سفید فام نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا ۔ اب مجھے جانا چاہئیے

ایسا بھی کیا ۔۔۔ لنچ کر کے چلے جانا

خاموش رہو ۔ وہ آرام کرسی کے ہتھے پر ہاتھ مارتا ہوا چیخا

عمران نے دیوار کے قریب پہنچ کر سوئچ بورڈ کے ایک سوئچ پر انگلی رکھ دی

کھٹاکے کی ایک آواز آئی ۔۔۔ اور دیورا کے ایک حصے سے ایک صلیب اوپر کھسکتا چلا گیا ۔ اب شیشے کی ایک بہت بڑی الماری ان کے سامنے تھی اور الماری میں ایک موٹی تازی بلی کی لاش بھی دیکھی جا سکتی تھی

سفید فام آنکھیں حیرت سے پھاڑے ہوئے اسے دیکھتا رہا۔ عمران نے پھر سوئچ بورڈ پر کسی سوئچ کو چھیڑا۔ اور الماری میں سے اوپر کسی سیال کی دھار گرنے لگی۔

دھار براہ راست بلی کے اوپر گر رہی تھی۔ اور ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے بلی کی لاش بھی اسی سیال میں تحلیل ہوتی جا رہی ہے

شاید سفید فام سمجھ گیا کہ اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے

اس کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں

دیکھتے ہی دیکھتے بلی اس بے رنگ سیال میں بالکل ہی حل ہو گئی۔ البتہ اب اس سیال کو بے رنگ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اس کی شفافیت گندے پانی میں تبدیل ہو گئی تھی اور پھر یہ پانی بھی گٹر میں بہہ جاتا ہے۔ عمرن نے سوئچ بورڈ پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

الماری میں سیال کی سطح بتدریج نیچی ہوتی گئی۔ حتہ کہ پھر اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہ گیا

اب عمران حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اپنے شکار پر نظر جمائے ہوئے تھا۔

۔۔۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔۔۔ اس طرح میری حکومت یا تمہاری حکومت کو پتا بھی نہیں چلے گا کہ تمہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا

سفید فام کچھ نہ بولا۔۔ عمران ہی کہتا رہا۔۔۔ بیرونی دنیا کے اکثر بدمعاش مجھے غلط سمجھتے ہیں۔۔۔۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میں ہر قیمت پر پولیس کا ہی ساتھ دیتا ہوں۔۔

مم۔۔۔ میری بات سنو۔۔ سفید فام ہاتھ اٹھا کر بولا

سن رہا ہوں۔۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا اور الماری کو دیکھتا رہا۔۔۔۔

میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو یا تم ہم لوگوں سے کیا چاہتے ہو۔ ہمیں تو بس تمہاری نگرانی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یہ کہا گیا تھا کہ اگر کسی طرح قابو پا سکیں تو تمہیں ایک جگہ پہنچا دیں

تم جھوٹے ہو۔۔۔ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ اگر تم مجھے مقامی ہیڈ کوارٹر کا پتا نہیں بتاؤ گے۔ تو تمہاری لاش کا بھی یہی حشر ہو گا

میں قطعی نہیں جانتا

تمہیں میری نگرانی پر کس نے لگایا تھا۔۔۔۔

ان دونوں میں سے کسی کی تجویز پیش کی تھی۔

اور تم مجھے کہاں لے جاتے

بانگڑا بیراج کالونی کے ہسپتال میں۔۔۔ سفید فام نے اس طرح کہا۔ جیسے غیر ارادی طور پر اس کی زبان سے جملہ نکل گیا ہو

اس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اپنی کسی غیر شعوری غلطی پر پچھتا رہا ہو

پھر یک بیک وہ اعصاب زدہ آدمی کی طرف بڑبڑانے لگا۔ میں دبا رہا ہوں۔۔۔ اس بوجھ تلے۔۔۔ میں کیا کروں۔۔ اس کا خون میری گردن پر ہے۔

تم اپنا جی ہلکا کر سکتے ہو۔۔۔ عمران نے یک لخت اپنا لہجہ بدل دے اور اس نے سر اٹھا کر اس طرح عمران کی طرف دیکھا جیسے وہ اسے پہلی بار نظر آیا ہو

میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا سمجھے۔۔۔ اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا

عمران نے ہمدردانہ انداز میں سر کو جنبش دی اور کچھ نہیں بولا

اس کا خون میری گردن پر ہے۔۔۔ میرے خدا۔۔۔ کتنی بھیانک چیخ تھی۔۔۔ سینکڑوں فٹ کی بلندی سے وہ نیچے جا پڑی تھی

اوہ خدا۔۔۔ رحم کرے عمران نے کہا

میں سچ کہتا ہوں۔۔۔۔ مجھے اپنی ذات سے نفرت ہو گئی ہے۔۔۔ میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔۔۔ بہتر ہے کہ تم مجھے اس مشین کے ذریعے گٹر میں بہا دو

میں کہتا ہوں۔۔۔ میرے دوست۔۔۔ تم جلد بازی سے کام نہ لو۔۔ ایسی بھی کیا

مایوسی ۔۔ حوصلے سے کام لو ۔۔۔ جی کا بار ہلکا کر ڈالو ۔۔ ممکن ہے کہ میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں ۔

سفید فام نے دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا لیا ۔۔۔ عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رہا

وہ بڑی دیر تک اسی کیفیت میں رہا ۔۔۔ پھر چہرے پر سے ہاتھ اٹھائے بغیر بولا ۔۔۔ کے تم مجھے کچھ دیر کے لیے معاف نہیں کرو گے

ضرور ۔۔۔ ضرور ۔۔۔ کیا میں تمہارے لیے وہسکی اور سوڈا بھجواؤں

عمران نے بڑے خلوص سے پوچھا

شکریہ میں اس کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں ۔۔۔ میرے اعصاب قابو میں نہیں ہیں

عمران ساؤنڈ پروف کمرے ء سے باہر آ گیا ۔ اس سے پہلے اس نیشیشے والی الماری والے میکنزم کو حرکت دے کر الماری برابر کر دی تھی

بلیک زیرو کو قیدی کے متعلق ہدایات دے کر وہ آپریشن روم میں آیا ۔۔ اور فون پر اپنے فلیٹ کے نمبر ڈائیل کر کے جوزف سے رابطہ کیا

او باس ۔۔ جوزف چہک کر بولا ۔۔۔ یہاں وہ نیک دل خاتون موجود ہیں ۔ ابھی ابھی تماہری خیریت دریافت کرنے آئی ہیں ۔

ہوں ۔۔۔ سمجھ گیا ۔۔۔ اچھا تو دیکھ ۔۔۔ سلیمنا کے پاس وہ رقم موجود ہے ۔۔۔ جو کہ انہیں ادا کرنی ہے ۔۔۔ سلیمان سے لے کر ان کئے حوالے ۔۔۔

بہت اچھا باس ۔۔۔ ایک منٹ ہولڈ کرو ۔۔۔ وہ مجھ سے کچھ کہہ رہی ہیں

عمران ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا ۔۔۔ کچھ دیر کے بعد آواز آئی ۔۔۔ ہلو باس وہ تم سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتی ہیں

ریسیور دے دو ۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔۔۔ اس کے بعد

ہی اسے رافیہ سمو ناف کی آواز سنائی دی ۔۔۔ ہلو ۔۔۔ موسیو عمران ۔۔۔ آپ خیریت سے ہیں ناں ۔۔۔ میں آپ کی خیریت دریافت کرنے آئی تھی ۔ اور ایک خاص واقعہ سے بھی آپ کو باخبر کرنا تھا ۔ آپ کے دشمنوں کو میرے ہی ذریعے سے یہ علم ہو چکا ہے کہ آپ اس تکلیف سے نجات پا چکے ہیں انہوں نے مجھ کو خاص طور پر گھیر رکھا تھا اور ریوالور دکھا کر آپ کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں ۔ میں نے پروفیسر سے اس واقعے کا تذکرہ کیا تو وہ بولے کہ میں آپ کو مطلع کر دوں

بہت بہت شکریہ ۔۔۔ عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا ۔۔ میں فی الحال خطرے کے پیش نظر روپوش ہو گیا ہوں ۔۔ تمہیں دوا کی قیمت م میرے ملازمین سے مل جائے گی ۔ ویسے کیا تم بتا سکو گی کہ انہوں نے تمہیں کہاں گھیر رکھا تھا

میں ابھی یہاں کی گلیوں اور سڑکوں سے واقف نہیں ہوں ۔ پروفیسر کے مکان کے قریب جو ٹیکسی اسٹینڈ ہے ۔ وہیں سے ایک ٹیکسی ڈرائیور مجھے ایک عمارت میں لے گیا تھا ۔ راستے میں اس نے کہا تھا کہ وہ غلط راستے پر اس لیے چل رہا ہے کہ کسی بڑے آدمی کی سواری گزرنے کی وجہ سے وہ سڑک بند ہے بہر حال اس عمارت تک پہنچ کر ڈرائیور نے پستول تان کر مجھ سے اترنے کو کہا ۔ میں نے انکار کر دیا ۔ تب ایک آدمی نے ٹیکسی سے قریب آ کر تمہارے متعلق سوالات کرنے شروع کر دیے

کیا وہ یہیں کے باشندے تھے

صرف ڈرائیور تھا ۔۔۔ دوسرا آدمی انگریزی بولنے والی کسی قوم کا فرد تھا

عمارت کی نشاندہی کر سکو گی

میرا خیال ہے کہ میں اپنے ہوٹل سے چل کر اس عمارت کی رہنمائی کر سکوں گی ۔ مقامات کے نام مجھے معلوم نہیں ۔ لیکن اس انگریزی بولنے والے نے مجھ سے کہا تھا کہ اب وہ لوگ اس عمارت میں نہیں مل سکیں گے

خیر دیکھا جائے گا ۔۔ حالات سازگار ہونے کے بعد پروفیسر کا شکریہ ادا کرنے

بھی آوں گا

پروفیسر نے کچھ جادوئی الفاظ بھی بتائے ہیں۔۔ان کا ورد رکھنا آپ کے لیے بے حد مفید ہو گا۔۔لکھ لیجیے۔۔۔۔۔۔۔سلم۔سانگی۔۔۔سیانگ۔۔۔سگتی۔۔۔ سگتال۔۔۔انہوں نے کہا ہے کہ آجکل زحل بادشاہ ہے۔۔۔اس لیے یہ وظیفہ بے حد مفید ثابت ہو گا

زحل بادشاہ کا بھی شکریہ۔۔۔۔۔۔۔خدا حافظ۔۔۔اب ریسیور جوزف کو دے دیجیے

جوزف کی آواز سن کر اس نے ماوتھ پیس میں کہا کہ اوئے شب دیجور کے بچے۔ اگر پروفیسر کا باپ بھی تمہیں بلائے تو گھر سے باہر نہ نکلنا سمجھے

کیوں باس کیا پروفیسر۔۔۔۔۔۔

فضول بکواس نہ کرو۔۔۔۔۔

اچھا باس۔۔۔جوزف کی مردہ سی آواز آئی۔۔۔اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا ۔۔

آپریشن روم سے نکل کر وہ پھر ساونڈ پروف کمرے کی طرف جا رہا تھا کہ بلیک زیرو باہر نکلتا دکھائی دیا۔۔

تیسرا پیگ مانگ رہا ہے۔میں نے نہیں دیا۔۔کیونکہ میں مناسب نہیں سمجھتا۔

ٹھیک ہے۔۔۔ایک ہی دینا چاہیے تھا۔۔خیر میں دیکھتا ہوں۔۔۔عمران نے دروزاے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

دروازہ کھول کر وہ اندر آیا۔۔۔سفید فام اجنبی اس بار اس کے استقبال کے لیے کرسی سے اٹھ گیا تھا

شکریہ۔۔۔میں بہر حال تمہارا ممنون ہوں۔۔۔اس نے کہا۔۔۔

کاروبار اپنی جگہ پر۔۔۔عمران سر ہلا کر بولا۔ انسانیت کے کچھ تقاضے بھی ہوتے

ہیں

کاروبار کا مطلب میں نہیں سمجھا۔ ۔ ۔

عام طور پر لوگ مجھے غلط ہی سمجھتے ہیں۔ میں پولیس کے بھی کام آتا ہوں اور مجرموں کے بھی۔ ۔ ۔ سوال قیمت کا ہوتا ہے

اوہ۔ ۔ ۔

اس بار تو خواہ مخواہ میری گردن پھنس گئی ہے۔ تم لوگ مجھ سے جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہو۔ ۔ ۔ وہ نہ تو میرے پاس ہے اور نہ ہی محکمہ سراغ رسانی کے اس آفیسر کے پاس۔ ۔ کسی گرہ کٹ نے اس کی جیب صاف کر دی تھی پلاسٹک والا لفافہ اسی پرس میں تھا۔ گال والی ازیت میں مبتلا ہو جانیکے بعد اس نے مجھے واقعتاً بتلا کر مشورہ طلب کیا تھا۔ میں نے کہا کہ فی الحال اس اذیت سے نجات پانے کی کوئی تدبیر کرو۔ یہ تو بعد میں سوچا جائے گا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ بہر حال جس قسم کے تار اور لفافے کا تذکرہ اس نے کیا تھا میں نے فراہم کر کے تم لوگوں کو اس پر آمادہ کیا کہ اسے اس تکلیف سے نجات دلاو۔ لیکن الٹی آنتیں گلے پڑیں

سب جہنم میں جائے۔ ۔ ۔ وہ میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ ۔ مجھے اب کسی چیز کی پروا نہیں میں مرنا چاہتا ہوں

بھلا میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکوں گا۔ ۔ ۔ عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا

کم از کم اتنا تو کر سکتے ہو کہ مجھے اس وقت تک قید رکھو جب تک کہ میں اپنے اعصاب پر قابو نہ پالوں

گھر ہے تمہارا مائی ڈیر۔ ۔ جب تک جی چاہے رہو۔ ۔ ۔ عمران چہک کر بولا

وہ کچھ نہ بولا۔ ۔ سامنے والی دیوار پر نظریں جمائے کچھ سوچتا رہا

عمران چاہتا تھا کہ وہ خود ہی کچھ بتائے اسے مزید استفسار نہ کرنا پڑے

لیکن کئی منٹ گزر گئے اور وہ خاموش ہی رہا

میں نے کہا تھا کہ جی کا بوجھ ہلکا کر لو۔۔ عمران کچھ دیر کے بعد بولا

اجنبی چونک پڑا۔۔۔ اور اس طرح عمران کی طرف متوجہ ہوا۔ جیسے کہ ابھی تک اس کی موجودگی سے لاعلم رہا ہو

میرا خیال ہے کہ اتنا پی جاوں کہ کچھ یاد ہی نہ رہے۔ اس نے کہا انداز ایسا ہی تھا جیسے بہ آواز بلند کچھ سوچ رہا ہو

آ کر وہ تار کیا تھا۔۔ عمران نے پوچھا۔۔ مجھے اس کے بارے میں بتاو۔

خدا کے لیے اس کا ذکر نہ چھیڑو۔۔ مجھے بھول جانے دو۔۔ ورنہ میں پاگل ہو جاوں گا

میں کہتا ہوں کہ اگر تم نے دل کی بھڑاس نہ نکالی تو تم پاگل ہو جاو گے

سمجھ میں نہیں آتا کہ میرے ستارے مجھے کاے دکھانا چاہتے ہیں۔ تین موٹر سائیکلوں پر ہم تین آدمی تھے۔ کیا ضروری تھا کہ تمہاری رائفل میری ہی گاڑی کے ہیڈ لیمپس کو منتخب کرتی

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے

بہر حال اس عورت کا خون میری گردن پر ہے۔ جس کی لاش پولیس کی تحویل میں ہے۔۔۔ میرے خدا جو کہ اتنی بلندی سے نیچے گری تھی۔ میں ہی اسے وہاں اس پہاری پر لے گیا تھا۔ میں نے ہی اسے وہ لفافہ دیا تھا

کیا یہ ضروری تھا کہ تم سے وہ لفافہ وہاں جا کر دیتے۔

تم نے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ ہم اوپر کیسے پہنچے تھے

کیا ضرورت ہے۔۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے ہیلی کاپٹر کو استعمال کیا ہوگا۔

خیر۔۔۔ ہوں۔۔ میرا ذہن بہکنے لگتا ہے۔۔ اس حادثے نے میرے اعصابی نظام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے

وہسکی ختم ہو چکی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی مل سکے گی عمران نے کہا

اچھی بات ہے۔۔ لیکن میں تمہیں کس طرح بتاؤں کہ مجھ سے کتنا بڑا جرم سرزد ہو چکا ہے۔۔۔ خدا کی پناہ۔۔ وہ چیخ۔۔ میں اسے کبھی نہیں بھلا سکوں گا۔ وہ میرے لیے اجنبی نہیں تھی۔۔ ہ ہم پہلے بھی ملتے رہتے تھے۔ میں اس کے لیے شدید ترین جزبہ رکھتا تھا۔ لیکن وہ اپنے شوہر کی وفادار تھی۔ اس کے لیے میرا جنون بڑھتا رہا حتکہ میں نے تشدد تک سے کام لینے کی ٹھان لی۔ اسی دوران مجھے ایک ایسا لفافہ ملا۔ اور ساتھ ہی اس کے ہدایت ملی کہ میں یہ لفافہ اس کو دے کر اسے ایک آدمی سے ملنے کے لے کہوں۔ وہ آدمی درالحکومت میں رہتا تھا۔۔۔ میں نے کوڈ ورڈز میں اسے پیغام بھیجا کہ وہ مجھے اس عمارت میں ملے۔ پیغام میں اسے مطلع کیا گیا تھا کہ اس ملاقات کے فورا بعد اسے درالحکومت کے لیے روانہ ہو جانا تھا

پہاڑی والی عمارت عرصہ دارز سے ہمارے استعمال میں رہتی تھی۔ ہمارے ساتھی اس خفیہ راستے سے واقف ہیں جو کہ عمارت تک پہنچتا ہے۔۔۔۔ بہر حال وہ وہاں آئی۔ میں پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ لفافہ اسے دے کر ہدایات دئیں۔ اور ایک بار پھر اس کے لیے اپنے احساسات کا اظہار کیا۔۔۔۔ لیکن وہ نہ صرف ترشروئی سے پیش آئی بلکہ مجھے برا بھلا بھی کہنے لگی۔ بس مجھ پر خباثت طاری ہو گی۔۔۔۔ وہ عمارت سے نکل کر بھاگی۔۔ میں پیچھے تھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ ادھر ادھر چکر کاٹ کر پھر عمارت کے اندر واپس آئے گی کیونکہ نیچے پہنچنے کا راستہ عمارت کے اندر ہی ہے۔ لیکن میرے خدا۔۔۔۔۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ کہ وہ سیدھی دوڑتی ہوئی اس طرح میری گرفت سے نکل جائے گی۔۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔

اس نے اپنا منہ چھپالیا۔۔۔۔ وہ بری طرح کانپ رہا تھا

عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رہا

مگر تم دونوں وہاں تک کیسے پہنچے تھے۔ عمران نے کچھ دیر کے بعد پوچھا۔ کیونکہ اس وقت وہاں آس پاس کیا دور دور تک کوئی سواری موجود نہیں تھی

ہم لوگ مختلف اوقات میں بسوں کے زریعے سے وہاں پہنچے تھے۔۔۔۔ واپسی بھی بسوں ہی کے ذریعے سے ہوتی تھی

تم وہ پیکٹ اسے پہلے ہی دے چکے تھے۔ عمران نے پوچھا

ہاں لیکن پھر مجھے اس چیز کا ہوش نہیں رہا کہ وہ لفافہ وہیں گرا ہے یا کہیں اور تمہارے ساتھی اس حادثے کی وجہ سے واقف ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔۔ کوئی بھی نہیں جانتا۔۔ وہ تو میں نے اپنے طور پر اسے اس پہاڑی پر بلایا تھا۔ میرے ساتھیوں کو تو اس پر حیرت ہے کہ وہ اس پہاڑی پر گئی کیوں تھی۔ سب اس فکر میں ہیں کہ اس حادثے کی وجہ دریافت کرسکیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ محکمہ سراغرسانی کو ہماری سن گن مل گئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مرنے والی کا تعاقب کیا گیا ہو اور اس نے اس سے باخبر ہوکر پہاڑی والی عمارت میں پناہ لینے کی کوشش کی ہو

تمہارے کتنے آدمی ہیں

سات آدمیوں سے میں واقف ہوں۔۔۔ جو کہ ایک دوسرے سے شناسا بھی ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ سبھوں کا تعلق اسی تنظیم سے ہے۔ پہلے یہ حلقہ آٹھ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ لیکن اب وہ ایک اہم میں نہیں جس کا خون تا زندگی میری گردن پر رہے گا

تمہیں وہ لفافہ کس سے ملا تھا

ایک اجنبی سے۔۔ اس نے وہ لفافہ ایک خط سمیت مجھے دیا تھا۔ خط میں ہی اس کے متعلق ہدایات درج تھیں

وہ اجنبی غالباً تمہیں پہلے سے ہی پہچانتا ہو گا

ممکن ہے وہ مجھے پہچانتا رہا ہو۔۔۔ لیکن میں نے اس سے پہلے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ ہی اس کے بعد وہ مجھے کہیں نظر آیا

اگر تمہارے ساتھیوں کو اس بات کا علم ہو جائے تو کیا ہو

میں نہیں جانتا۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے گولی ہی ماردی جائے

میری زندگی میں یہ ناممکن ہے۔۔ عمران سینہ ٹھونک کر بولا۔۔ ویسے کیا خیال ہے تمہارا۔۔ تم لوگ کسی ملک کے لیے جاسوسی کر رہے ہو

ممکن ہے ایسا ہی ہو

تمہیں یقین نہیں ہے

جب مجھے کام کی نوعیت کا ہی علم نہیں ہو سکا تو میں قیاس کرنے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں

تمہیں اس چکر میں کس نے ڈالا تھا۔

اپنے ملک کی جس فرم میں کام کر رہا تھا اس کے مالک نے مجھے ہدایت کی تھی کہ غیر ممالک میں مجھے اپنے معمولی فرائض کی ادائیگی کے عالاوہ ان احکامات پر بھی عمل کرنا ہو گا جو کہ مجھے ایک مہمل لفظ کے نام پر دیے جائیں گے

مہمل لفظ کے نام پر۔۔ عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں

ایک مخصوص لفظ ہے اسی کے زریعے ہم ایک دوسرے سے آگاہ ہوتے ہیں کہ ہمار تعلق ایک ہی تنظیم سے ہے

کیا تم مجھے وہ لفظ نہیں بتا سکتے پیارے دوست

میں تمہیں اپنے ساتوں ساتھیوں کے نام اور پتے بتا سکتا ہوں۔ لیکن وہ لفظ مرتے دم تک نہیں بتاؤں گا۔ کیونکہ اسے غیروں سے پوشیدہ رکھنے کے لیے ایک بہت بڑی قسم کھانی پڑتی ہے

خیر میں تمہیں مجبور نہیں کرونگا۔ لیکن اتنا تو بتا ہی دو کہ میری نگرانی کے احکامات کہاں سے ملے تھے

ان سات آدمیوں میں سے ایک نے کہا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ اسی نے دوسرے بھی کہا ہو۔ بہر حال وہ پچھلی رات وہ بھی میرے ساتھ ہی تھا۔

میں تمہاری قسم کا احترام کرتے ہوئے تمہیں اس مہمل لفظ کے اظہار پر مجبور نہیں کرونگا۔ لیکن کم از کم تم ان ساتوں کے نام اور پتے تو لکھوا ہی دو

یہ میں کرسکوں گا۔

پھر وہ نام اور پتے بولتا رہا اور عمران کی پنسل تیزی سے کاغذ پر چلتی رہی۔

خصوصیت سے اس نے اس نام کے نیچے گہری لکیر لگا دی جس کے بارے میں مخاطب نے بتایا تھا کہ اسے اس کی نگرانی پر مامور کرنے والا وہی تھا

اور کیا تم اپنا نام اور پتا نہیں بتاؤ گے۔۔۔ عمران نے مسکرا کر کہا

نوئیل ڈیوڈ۔۔۔ کمرہ نمبر ۲۷۔۔۔ پیلس ہوٹل

شکریہ

لل۔۔ لیکن اس کے بعد تم کیا کرو گے

ظاہر ہے کہ تم جیسے قیمتی آدمی کو گٹر میں تو بہانے سے رہا۔ ویسے اس وقت کی اور اس سے پہلے کی ہماری گفتگو ریکارڈ ہو چکی ہے۔ ٹیپ کی ایک کاپی تمہیں بھی دے دونگا

کیا مطلب۔۔۔ میں اس ملک کا سب سے بڑا بلیک میلر ہوں۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔ وہ نتھنے پھلا کر غرایا۔ تم اس کا کیا بگاڑ سکو گے جو کہ زندہ ہی نہ رہنا چاہتا ہو

میں تمہیں زندہ رہنے پر بھی مجبور کرسکتا ہوں

اچھی بات ہے۔۔۔ وہ اٹھتا ہوا بولا۔۔۔ میں مرنا چاہتا ہوں تو پھر چوہوں کی طرح کیوں مروں

پھر وہ مکا تان کر عمران کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمران کی زبان سے [لوبو] نکل گیا

مقابل اس طرح لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ جیسے یہ لفظ گھونسے کی طرح خود اس کے جبڑے پر پڑا ہو۔ پھر بے ساختگی میں اس کے منہ سے بھی ”لی لا“ پھسل گیا

تم نے اس مہمل لفظ کو مکمل کر دیا۔۔ شکریہ۔۔۔۔۔۔عمران نے بے حد نرم لہجے میں کہا

مقابل دیوار سے لگا کھڑا ہانپ رہا تھا اور اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جا رہی تھیں

---------ختم شد-------

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006